صرف شادی شدہ افراد کے لیے

عورت کو سمجھیں

اور حاصل کریں

- گھر کے لڑائی جھگڑوں میں کمی۔
- منی ریاست کا اقتدار اور کنٹرول۔
- دنیاوی معاملات کے متعلق چوتھا ضروری علم۔
- اور عورت کے ان بائیس ہتھیاروں کا علم جن کے ذریعے وہ مرد کو بے وقوف بنا کر اس پر غلبہ پاتی ہے۔

تالیف

ندیم اسلم

فہرست

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی أَشْرَفِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْن.

وہ چار علوم جن کا علم ہر شخص کے پاس ہونا میں لازمی سمجھتا ہوں ان میں پہلے نمبر پر دین کا علم ہے، کیونکہ اس کا کرائٹیر یا اتنا وسیع ہے کہ انسان کو اس کی پیدائش سے لے کر اس کی موت تک اور دنیا کے تمام معاملات سے لے کر آخرت کے تمام معاملات تک اس کے علم کا لازمی عمل دخل ہوتا ہے۔ یہ علم قرآن وحدیث پر غور و تدبر سے حاصل ہوتا ہے۔اس علم کے بعد باقی تین علوم درج ذیل ہیں:

① وہ علم جو انسان کی عقل میں اضافے کا باعث بنے، مثلاً عقل مندوں کی صحبت، تدبر و تحقیق، منطق اور فلسفہ وغیرہ، کیونکہ عقل کا استعمال ہر جگہ اور ہر شعبے میں ہوتا ہے۔

② وہ علم جس سے انسان کے معاشی معاملات میں بہتری آتی ہے۔ یہ انسان کی ضرورت، وقت اور پیشے کے حساب سے ہوتا ہے۔

③ گھریلو معاملات کا علم جس سے گھر کا سکون، آپ کا حق، معاشرے کی بہتری اور بہت سی چیزیں جڑی ہیں۔ اور یہ کتاب آپ کو یہی علم مہیا کرنے کے لیے لکھی گئی ہے۔ البتہ اس کتاب کا وہ حصہ چھوڑ دینا ہے جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو۔

اس کتاب کی باتوں کو نہ تو حقوق نسواں کے زیرِ اثر رہنے والا ذہن سمجھ سکتا ہے اور نہ کوئی غیر شادی شدہ شخص۔ ان باتوں کو صرف وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس کے پاس درج ذیل چیزیں ہوں:

۱۔ آپ کے پاس عورت کے متعلق دینی علم اور تعلیم ہو۔

۲۔ آپ شادی شدہ ہوں اور آپ کے پاس پانچ سات سال کا کوئی بچہ بھی ہو۔

۳۔ آپ عقل مند ہوں اور تحقیق و تفتیش کا علم بھی رکھتے ہوں۔

۴۔ آپ نے عورت اور اس کی حرکات و سکنات کا کافی حد تک مشاہدہ (Observe) کر رکھا ہو۔

اس کے علاوہ مزید یہ کہ اس کتاب کا مطالعہ کرتے وقت بعض قارئین کے ذہن میں اس قسم کی باتیں آ سکتی ہیں کہ اس کتاب میں عورت کو برا ثابت کیا جا رہا ہے، ڈی ویلیو اور بدنام کیا جا رہا ہے اور اس کا حق چھینا جا رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ اس کتاب میں عورتوں کے متعلق جو معلومات دی گئی ہے وہ عام عورتوں کے متعلق نہیں، بلکہ بُری عورتوں کے متعلق دی گئی ہے اور دوسرا اس بات کی طرف توجہ کروائی گئی ہے کہ گھر کا کنٹرول مرد کو اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہیے، کیونکہ ہمارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عورت عقل اور عمل میں مرد سے آدھی ہوتی ہے اور اس حقیقت کو آپ کو خود بھی چیک کر سکتے ہیں۔

میں ان لوگوں کے سخت خلاف ہوں جو عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھتے ہیں اور ان لوگوں سے بھی اختلاف رائے رکھتا ہوں جو عورت کو مرد کے برابر سمجھتے ہیں۔ میرے رائے ان دونوں کے درمیان ہے۔

میں محمد اعظم کھوکھر ایڈووکیٹ کا بہت شکر گزار ہوں جنھوں نے اپنا قیمتی وقت

نکال کر نہ صرف اس کتاب پر نظر ثانی کی، بلکہ کچھ باتوں کی طرف میری توجہ دلائی اور راہنمائی بھی کی۔ اللہ تعالیٰ انھیں دنیا وآخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے۔ آمین

مقدمہ

یورپ میں ایک ڈمسٹکی لیول پر تحقیق کی گئی جس میں عورتوں سے یہ سوال کیا گیا کہ وہ اپنے لیے عقل مند شوہر کو پسند کرتی ہیں یا بیوقوف شوہر کو؟ تو عورتوں کی اکثریت نے کہا کہ ہم اپنے لیے بیوقوف شوہر کو پسند کرتی ہیں۔

عورتوں کے اس جواب سے میں بہت حیران و پریشان ہوا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عورتیں یہ جواب کس وجہ سے دے رہی ہیں۔ سائنس کے لحاظ سے والدین کے جینز ہی اولاد میں منتقل ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اولاد میں شوہر کے جینز منتقل ہوں تو اولاد اس کے مشابہ ہو گی۔ یعنی اگر شوہر عقل مند و ذہین ہو گا تو اولاد بھی عقل مند و ذہین ہو گی اور اگر شوہر بیوقوف ہو گا تو اولاد بھی بیوقوف ہو گی۔ جس وقت یہ تحقیق میرے علم میں آئی۔ اس وقت میری عمر تقریباً اٹھائیس سال ہو گی۔ اس عجیب تحقیق کی وجہ سے میں نے عورتوں اور شادی شدہ مردوں کو سٹڈی کرنا شروع کر دیا۔ کچھ عرصے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اگر چہ وہ عورتیں خودغرض تھیں مگر ان کا جواب ان کے حساب سے درست تھا۔ کیونکہ اگر شوہر عقل مند ہو گا تو نہ صرف منی ریاست یعنی گھر کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں رہے گا، بلکہ عورت کو خود بھی کسی نہ کسی شکل میں یا تو اس کے زیرِ اثر رہنا پڑے گا یا پھر طلاق لینی پڑے گی اور اگر شوہر کم عقل ہو گا تو عورت کو نہ صرف ایک تابع دار غلام اور محافظ ملے گا، بلکہ منی ریاست کا کنٹرول بھی اس کے اپنے ہاتھ میں ہو گا۔ ریاست چھوٹی ہو یا بڑی اس کے کنٹرول

ملنے میں کیا فائدے اور مزے ہیں یہ تو آپ کے حکمران ہی بہتر طور پر بتا سکتے ہیں۔

اس بات میں کچھ شک نہیں کہ ہمارے معاشرے میں عورت ایک مظلوم جنس ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے میں عورت پر ظلم کرنے والی جنس بھی عورت ہی ہے۔ ساس اور بہو میں سے ایک ظالم ہوتی ہے اور دوسری مظلوم اور بعض اوقات دونوں ظالم ہوتی ہیں، لیکن کبھی بھی دونوں مظلوم نہیں ہوتیں۔ ساس اور بہو کا یہ لڑائی جھگڑا وجہ بنتا ہے مردوں کی پریشانی، گھر کی بے سکونی اور بربادی کا اور یہ جھگڑا تقریباً ہر گھر میں ہوتا ہے اور اسی وجہ سے بہو بننے والی عورت اس گھر کو بہت پسند کرتی ہے جس میں ساس نہ ہو۔

گھر میں لڑائی جھگڑا کیوں ہوتا ہے؟ یہ سوال میں نے اپنے ایک دوست سے اس وقت کیا تھا جب ہمیں ایک غریب گھر سے عورتوں کے جھگڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ میرے دوست نے جواب دیا کہ لڑائی بھوک یعنی غربت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ میں نے پھر سوال کیا کہ پھر امیروں کے گھروں میں لڑائی جھگڑا کیوں ہوتا ہے؟ اس سوال کا میرا دوست کوئی بہتر جواب نہ دے سکا، البتہ میں نے اس وقت اس سوال کا یہ جواب دیا تھا کہ ناانصافی وجہ بنتی ہے۔ گھر میں لڑائی جھگڑے کی۔ لیکن آج تقریباً دس سال بعد میں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ بیوقوفی اور ناانصافی وجہ بنتی ہے گھر میں لڑائی جھگڑے کی۔

یہ کتاب عورت کو سمجھنے کے لیے لکھی گئی ہے، تاکہ مرد حضرات عورت کو سمجھ کر اپنے گھریلو معاملات کو ٹھیک کر سکیں۔ ایک لحاظ سے تو یہ ایک مشکل موضوع ہے، کیونکہ عورت کو سمجھنا مردوں کے لیے مشکل کام ہے، جب کہ دوسرے زاویے سے دیکھا جائے تو یہ ایک آسان کام ہے، کیونکہ عادات کے لحاظ سے عورت عورت کے مشابہ ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص عادات کے لحاظ سے صرف تین چار الگ الگ کیٹگریز والی عورتوں

کو سٹڈی کر لے تو وہ دنیا کی اکثر عورتوں کو سمجھ لے گا اور اس کتاب کو پڑھنے والے قاری میں اس قسم کی خوبیاں آ جائیں گی۔ مزید یہ کہ "عقل بڑے سوچ سے....."

یہ کتاب انتہائی مختصر لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب دو حصوں میں میں شائع کی جائے گی اس کا ایک حصہ تو یہ ہے جب کہ اس کا دوسرا حصہ اسی نام سے بعد میں شائع کیا جائے گا۔ اس کتاب میں اگر غلطی سے کوئی ایسی بات تحریر ہو گئی ہو جو کہ قرآن و حدیث کے خلاف ہو یا پاکستان کے آئین و قانون کے خلاف ہو تو اسے رد سمجھا جائے گا اور علم میں آنے کے بعد اسے حذف کر دیا جائے گا۔

اس کتاب کے متعلق میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کتاب میں میں جو بھی اچھی بات تحریر میں لا سکا ہوں وہ تو خالص اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے ہے لیکن اگر کوئی آپ کو غلط بات نظر آئے تو وہ خالص میری اپنی غلطی ہے۔ اگر کسی شخص کو اس کتاب کے پڑھنے سے کوئی فائدہ ہو تو وہ میرے لیے تقویٰ اور بخشش کی دعا ضرور کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ہدایت کامل عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کے معاملات میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین

کتاب کا کرائیٹیریا

اس کتاب میں عورتوں کے ان معاملات کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ مردوں سے مخفی ہوتے ہیں۔ کتاب کا زیادہ حصہ تو انھیں چیزوں پر مشتمل ہے۔ البتہ جب عورت کا ذکر ہو گا تو عورت سے جڑی چند چیزیں، مثلاً: مرد، گھر، یا اولاد اور معاشرے وغیرہ کا بھی کچھ نہ کچھ ذکر ہو گا، لیکن کتاب کسی خاص عورت اور معاشرے کو ہی سامنے رکھ کر لکھی جا سکتی ہے۔ اس سے نہ صرف کتاب مختصر ہو جاتی ہے بلکہ قارئین کے سمجھنے میں بھی آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور اسی چیز کو میں کتاب کا کرائیٹیریا کہہ رہا ہوں جو کہ

درج ذیل ہے:

① دنیا میں کئی قسم کے معاشرے آباد ہیں مگر میں نے آج کے پاکستانی معاشرے کو سامنے رکھ کر یہ کتاب لکھی ہے۔

② معاشی طور پر میں نے مزدور، کسان اور غریب گھر کو سامنے رکھا ہے۔ کیونکہ اس وقت ہمارے ملک میں سب سے زیادہ تعداد انہی کی ہے۔

③ میں نے اس کتاب میں عورت کی طبیعت کے لحاظ سے چار اقسام بیان کی ہیں۔ ان میں سے میں نے تیسرے نمبر والی عورت کو سامنے رکھا ہے۔ کیونکہ جو مرد اس عورت کو سمجھ لے گا تو پھر اسے کوئی بھی عورت دھوکا نہ دے سکے گی۔

④ گھریلو رشتوں میں سے میں نے میاں بیوی کے رشتے کو فوکس کیا ہے۔ کیونکہ گھر میں ان کے آپسی معاملات کا درست ہونا سب سے ضروری ہے۔

یہ اس کتاب کا کرائیٹیر یا ہے جو کہ کتاب پڑھتے وقت قاری کے ذہن میں ہونا چاہیے۔ البتہ ایک بات ذہن میں رکھیں کہ عورت مشرق کی ہو یا مغرب کی، امیر ہو یا غریب، پڑھی لکھی ہو یا ان پڑھ اس کے معیار اور طریقے میں فرق ہوسکتا ہے۔ نیت، عادات اور طبیعت میں نہیں۔

کتاب لکھنے کے اغراض و مقاصد

اس کتاب کو لکھنے کے میرے درج ذیل اغرض و مقاصد ہیں:

① مولوی اپنی کم عقلی کی وجہ سے اپنی بیوی کے زیرِ اثر رہتا ہے اور عورت کو نہیں سمجھتا۔ حالانکہ مولوی میں یہ خامی نہیں ہونی چاہیے۔ میں یہ کتاب مولوی کی اس خامی کو ختم کرنے کے لیے لکھ رہا ہوں، کیونکہ وہ ہمارے معاشرے کا ایک اہم جز ہیں۔

② فوجی اور گھر سے زیادہ وقت دور رہنے والا مزدور بھی عورت کے متعلق کم آگاہی رکھتے ہیں ان تک اس علم کو پہنچانا۔

③ عورت کو عورت کے ظلم سے بچانا۔

④ عورت کو مرد کے تشدد سے بچانا۔

⑤ مرد کو اس کا حق دلانے کے لیے علم مہیا کرنا۔

⑥ گھریلو لڑائی جھگڑوں میں کمی لانا۔

⑦ اولاد کی بہتر طریقے سے تعلیم و تربیت کرنا۔

⑧ عورت اور مرد کو گھریلو شعور مہیا کر کے طلاقوں میں کمی لانا۔

⑨ خاندانی نظام کی حفاظت کرنا اور اسے ٹوٹنے سے بچانا۔

⑩ بُری عورت اور اچھی عورت کا فرق واضح کرنا، تاکہ اچھی عورت کی عزت ہو سکے۔

⑪ عورتوں اور مردوں کو دین کی طرف متوجہ کرنا۔

⑫ عورتوں کو اجتماعی سوچ مہیا کر کے مستقبل میں ہونے والے نقصان سے خبردار کرنا۔

⑬ مردوں کو یہ احساس دلانا کہ ان کی بیوی ان کے گھر میں ایک نارمل تنخواہ سے زیادہ کا کام کرتیں ہیں۔ ان کی قدر اور عزت کریں۔

⑭ گھر کے معاملات میں بدلاؤ کر کے معاشرے کی اصلاح کرنا۔

⑮ عورت کو یہ احساس دلانا کہ موجودہ مشرقی کلچر اس کے لیے مغرب کے کلچر سے زیادہ فائدے مند ہے۔

مخفی زاویہ

یہاں میں چند باتوں کو مثال کے طور پر ایسے زاویے سے پیش کروں گا جس کی طرف لوگوں کی توجہ بہت کم ہوتی ہے۔ جب کہ بعض باتوں کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے اس مخفی زاویے اور سوچ کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ مثالیں درج ذیل ہیں:

① آپ دیکھتے ہیں کہ ایک چھوٹا بچہ جو کرالنگ کرتے ہوئے چلتا ہے وہ چلتے چلتے کسی ایسی جگہ پر پہنچ جاتا ہے کہ جہاں اسے کوئی جسمانی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ لیکن ٹھیک وقت پر اس کی ماں دوڑتی ہوئی آتی ہے اور بچے کو اٹھا لیتی ہے۔ جس کی وجہ سے بچہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ اب جو شخص یہ منظر دیکھ رہا ہوگا وہ اس ماں سے بہت متاثر ہوگا جو اپنے بچے کی فکر میں دوڑتی ہوئی آئی جب کہ مخفی زاویے سے دیکھا جائے تو وہ عورت ایک لاپروا ماں ثابت ہوتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی موجودگی میں بچہ خطرے والی جگہ پر پہنچا ہی کیوں۔

② جو لوگ میڈیا چینل دیکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ میڈیا بہت سے اداروں اور اشخاص کی کرپشن کو بے نقاب کرتا ہے تاکہ کرپشن میں کمی لا کر ملک وقوم کا فائدہ کیا جا سکے۔ لیکن کیا آپ نے کبھی یہ دیکھا ہے کہ کوئی میڈیا چینل اپنے کسی شخص یا ملازم کی کرپشن یا کسی برائی کو اوپن کرے؟ جواب ہے نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو ہمارے میڈیا چینل پر کام کرنے والے تمام لوگ انتہائی پاک باز اور نیک ہیں یا پھر ان سے کرپٹ کوئی ادارہ ہی نہیں۔

③ اگر سو، سو لوگوں کے دو گروہ ہوں۔ ایک شہری لوگوں پر مشتمل ہو اور دوسرا دیہاتی لوگوں پر تو عقل مند لوگوں کی زیادہ تعداد کس گروہ میں ہو گی؟ جواب ہے شہری گروہ میں۔ اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ سب سے عقل مند شخص کا تعلق کس گروہ سے ہوگا؟ تو جواب ہے دیہاتی گروہ سے۔ اس کا مخفی زاویہ خود تلاش کریں۔

④ ہم مسلمان کیوں ہیں؟ کیونکہ یہ ہمارے نفس کی خواہش ہے۔ یہ ہمارے نفس کی خواہش کیوں ہے؟ کیونکہ ہم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے اور مسلمانوں کے معاشرے میں رہے ہیں ۔۔۔۔ ہیں؟ ہاں! اگرچہ یہ معاملہ تمام مسلمانوں کا نہیں مگر ایک خاص تعداد کا شمار اس میں ہوتا ہے۔ البتہ میں نے ایک کتاب لکھی ہے

جس کا نام ہے: ''عقل سے ایمان، ایمان سے عمل تک'' جسے پڑھنے کے بعد نفس کی خواہش کی وجہ سے مسلمان رہنے والا شخص علم اور عقل کی وجہ سے مسلمان ہوگا۔ یہ کتاب انٹرنیٹ پر درج ذیل ایڈریس پر موجود ہے:

https://archive.org/details/aqal-se-iman_202006

اسی طرح بعض بحث اور معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک ان کے متضاد کا تعین نہ کر لیا جائے ان کو سمجھا نہیں جا سکتا۔ اس طرح اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن پر غور و تدبر کر کے اس کا مخفی زاویہ تلاش کرنا چاہیے۔ مثلاً: آگ جلتے ہوئے اپنی مخصوص شکل کیوں بناتی ہے۔ والدین کو اپنی اولاد سے کیوں محبت ہوتی ہے، سونا پرانے وقتوں میں اور موجودہ وقت میں اتنا قیمتی کیوں ہے جب کہ اس کے استعمال کی کوئی ضرورت اور مجبوری بھی نہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ کتاب اور میرا علم

اس موضوع کو کتاب میں شامل کرنے کا میرا یہ مقصد ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس اس معاملے میں مجھ سے زیادہ علم ہو تو وہ اس کتاب سے آگے بڑھ کر پُر اعتماد ہو کر اپنے فیصلے کر سکے۔ کیونکہ علم اور عقل نامکمل ہی رہتے ہیں۔

عورت کو سمجھنے کے حوالے سے میرے پاس کتنا علم ہے اور وہ کن ذرائع سے مجھ تک پہنچا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

① لوگ مجھ سے اکثر طلاق کا مسئلہ پوچھنے آتے تھے جس میں وہ بعض اوقات اپنی طلاق کی وجوہات بھی بیان کرتے تھے۔ اس وجہ سے عورت کو سمجھنے کے لحاظ سے میرے علم میں اضافہ ہوتا گیا۔

② قرآن و حدیث کے مطالعہ سے بھی مجھے عورت کو سمجھنے میں مدد ملی۔ ان میں سے

بعض احادیث کا میں نے اس کتاب میں بھی ذکر کیا ہے۔

③ اس کتاب کو لکھنے سے پہلے میرے پاس معاشرے کی چند انتہائی بُری اور چند انتہائی اچھی عورتوں کا بھی علم ہونا چاہیے تھا۔ میں نے وہ بھی حاصل کیا۔

④ عورتوں کے متعلق سب سے زیادہ علم اس شخص کے پاس ہو گا جو عورتوں کی حرکات وسکنات پر غور کرتا ہو اور تحقیق و تفتیش کی عقل و تجربہ رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے یہ خوبیاں عطا کر رکھی تھیں۔

⑤ چہرہ شناسی ایسا علم ہے جو کسی بھی انسان کو سمجھنے میں بہت کارگر ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس علم سے بھی نواز رکھا ہے۔

⑥ عورت کو باقاعدہ طور پر ایک مضمون کی طرح سیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت تھی۔ میں نے یہ کام بھی کیا۔ اس کے لیے میں نے امیر، غریب، پڑھی لکھی، اَن پڑھ، بوڑھی، جوان، ایشاء اور یورپ وغیرہ کی عورتوں کے متعلق معلومات حاصل کیں۔

⑦ گھر اور عورتوں کے متعلق میں اکثر عقل مند اور بزرگ لوگوں سے معلومات کا تبادلہ کرتا رہتا۔ جس سے میرے اس علم میں مزید اضافہ ہوتا رہتا۔

اس کے علاوہ کچھ دوسرے ذرائع بھی زیرِ مشاہدہ رہے، جن کا ذکر آپ کو اس کتاب کے دوسرے حصے میں ملے گا۔ کیونکہ وہ باتیں اُسی حصے سے مطابقت رکھتی ہیں، اس لیے ان کا یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں۔

عورت کا تعارف ان احادیث

عورت کے متعلق احادیث میں بے شمار مثبت باتیں بھی ہیں اور حقیقت پر مبنی منفی بھی۔ البتہ میں نے صرف چند ان احادیث کا انتخاب کیا ہے جن کا مواد میری اس کتاب سے کچھ نہ کچھ مناسبت رکھتا ہو تاکہ کتاب پڑھنے والے کے ذہن میں یہ بات

نہ آئے کہ یہ صرف ایک مخصوص ذہن کی باتیں ہیں۔ اس کے لیے میں نے صرف پانچ احادیث کا انتخاب کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔‘‘

(جامع الترمذي، كتاب الرضاع: ١١٥٩)

② ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کے پاس آکر کہنے لگی: یارسول اللہ! میں عورتوں کی طرف سے آپ ﷺ کے پاس قاصد بن کر آئی ہوں (یہ بتائیں کہ) جہاد کو اللہ نے مردوں پر تو فرض کیا ہے۔ اگر وہ غازی بن کر آئیں تو اجر پاتے ہیں اور اگر وہ شہید ہوتے ہیں تو اپنے رب کے پاس زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ جب کہ ہم عورتیں ان کی نگہداشت کرتی ہیں تو ہمیں کیا ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جس عورت سے تیری ملاقات ہو جائے اس سے کہہ دینا کہ عورت خاوند کی اطاعت کرے اور اس کے حقوق کا اعتراف اور خیال رکھے تو جہاد کے برابر ہے، لیکن بہت کم عورتیں ایسا کر پاتی ہیں۔‘‘

(كشف الاستار عن زوائد ......: ١٤٧٤/٦)

③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’دو شخص ایسے ہیں جن کی نماز ان کے سروں سے اوپر نہیں جاتی (ان میں سے) ایک وہ عورت ہے جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے (اس فعل بد سے) توبہ کر لے۔‘‘

(مستدرك حاكم: ٧٣٣٠)

④ حصین بن محصن کہتے ہیں مجھ سے میری پھوپھی نے بیان کیا کہ میں کسی کام کے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گئی تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: آپ کون ہیں؟ کیا شادی شدہ ہیں؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’آپ کا خاوند سے کیسا برتاؤ ہے؟‘‘ میں نے کہا: میں (اس کی

اطاعت اور خدمت میں) حتی الوسع کوتاہی نہیں کرتی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا دیکھ لو کہ آپ خاوند کا کتنا خیال رکھتی ہو؟ دیکھنا (اگر اس کی اطاعت کی تو) وہ آپ کی جنت ہوگا اور (اگر نافرمانی کی تو) وہ آپ کی جہنم ہوگی۔''

(مسند أحمد: ٣٤١/٤)

⑤ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''(ایک لمبی حدیث میں) اور میں نے دوزخ کو دیکھا کیا دیکھتا ہوں وہاں عورتیں بہت ہیں اور وہ کفر کرتی ہیں۔ لوگوں نے کہا کیا اللہ کا کفر کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں خاوند کا کفر۔ اس کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتی اگر تو ایک عورت سے ساری عمر احسان کرے پھر وہ (ایک ذرا سی) کوئی بات تجھ سے دیکھے (جس کو وہ پسند نہ کرتی ہو) تو وہ کہنے لگتی ہے میں نے تجھ سے کوئی بھلائی نہیں پائی۔

(صحیح البخاري، کتاب الإیمان: ٢٨)

عورت کا تعارف رشتوں کے لحاظ سے

جنس کے اعتبار سے ایک عورت ایک وقت میں ایک خاندان کے اندر پانچ مردوں سے قریبی رشتہ رکھتی ہے۔ جن کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

① **باپ بیٹی:** باپ اپنی بیٹی کے لیے شروع سے آخر تک مخلص رہتا ہے ماسوائے اس کے کہ اس کی بیٹی نے اسے بے عزت کیا ہو۔ جب کہ بیٹی صرف اس وقت تک باپ سے مخلص ہوتی ہے جب تک اس میں شعور اور جنسی خواہش جنم نہیں لیتی۔ شادی کے بعد بیٹی کے باپ سے کچھ لالچ وابستہ ہوتے ہیں جو اس کے شعور ہی کی وجہ سے ہوتے ہیں اور اس بات میں کچھ شک نہیں کہ وہ لالچ چھوٹے ہیں، جائز ہیں اور اس کا حق ہیں، مثلاً: والد کے گھر کو آؤٹنگ (Outing) اور محفوظ ٹھکانے کے طور پر استعمال کرنا یا اپنی سپورٹ کے طور پر

استعمال کرنا وغیرہ۔

② **بہن بھائی:** بطور ایک جنس کے عورت یہاں مرد سے بہتر ثابت ہوتی ہے، کیونکہ زیادہ تر مرد اپنی شادی کے بعد اپنی بہن سے زیادہ مخلص نہیں رہتے۔ جب کہ بہن کا اخلاص اپنے بھائی کے لیے اس وقت ختم ہوتا ہے جب اس کی اولاد جوان ہوتی ہے۔ اس طرح بہن زیادہ وقت تک بھائی سے مخلص رہتی ہے جب کہ بھائی اپنی بہن کے ساتھ کم وقت تک مخلص رہتا ہے۔ البتہ آخر اس رشتے کا بھی زیادہ تر اختلاف ہی ہے۔

③ **ماں بیٹا:** پوری دنیا میں محبت کے لحاظ سے پائیدار سمجھے جانے والا رشتہ ماں بیٹے کا ہے۔ اسی لیے پوری دنیا میں ماں کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے ماں کا عالمی دن بھی منایا جاتا ہے۔ البتہ ایک زاویے سے دیکھیں اور معاشرے کے لحاظ سے عام ماؤں کی بات کی جائے تو ماں اپنے بیٹے سے جو محبت کرتی ہے اس کی تین ادوار ہیں:

ا۔ بچپن سے بیٹے کی شادی تک اس دور میں ماں کی محبت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

۲۔ شادی کے بعد سب سے کم ہوتی ہے خاص طور پر اگر بیٹا علیحدہ ہو جائے۔

۳۔ جب بیٹے کو علیحدہ ہوئے کچھ سال گزر جائیں تو درمیانے درجہ کی محبت ہوتی ہے۔

④ **میاں بیوی:** عورت کا دینی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اس وقت ہمارے معاشرے میں سب سے برا اور ناپائیدار رشتہ میاں بیوی کا ہے۔ اس رشتے میں عورت ایک لمبے عرصے تک ایک مخفی دشمن کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی۔ البتہ مردوں کی کثرت اس سے ناواقف ہی رہتی ہے۔ اس کی تفصیلی معلومات آپ کو آگے مل جائے گی۔

⑤ **دادی پوتا:** مرد کے لیے عورت سب سے زیادہ اچھی دادی کی شکل میں ہوتی

ہے۔ جہاں اسے پوتے سے کسی قسم کا کوئی لالچ بھی نہیں ہوتا۔ محبت کے لحاظ سے عورت اس رشتے میں سب سے زیادہ مخلص ہوتی ہے۔ اس لیے دادی کا عالمی دن بھی منایا جانا چاہیے۔

یہ تھا میرے علم کے مطابق پانچ اہم رشتوں کے لحاظ سے عورت کا مختصر تعارف۔

طبیعت کے لحاظ سے عورت کی اقسام

اب میں یہاں عورت کی طبیعت کے لحاظ سے اقسام بیان کروں گا۔ کتاب کو سمجھنے کے لیے اس ٹاپک کو پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ کتاب عورت کی تین نمبر قسم کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔ طبیعت کے لحاظ سے میں نے عورت کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

① **متقی عورت:** وہ عورت جس کا ظاہر اور باطن قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے شادی سے پہلے اپنے والدین کی اطاعت کرتی ہو اور شادی کے بعد اپنے شوہر کی اطاعت کرتی ہو اور جس میں صبر، برداشت اور انصاف جیسی خوبیاں ہوں۔ ایسی عورت متقی ہوتی ہے اور سب سے اچھی عورت یہی ہوتی ہے۔ ان کی تعداد بہت ہی کم ہوتی ہے۔ بہت مشکل سے ایک فیصد ہو گی۔ اس عورت کا گھر میں لڑائی جھگڑا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ اس عورت کا یہ حق ہے کہ گھر میں اس سے مشورہ کیا جائے اور اس کی رائے کا احترام کیا جائے۔ مزید معلومات کے لیے میں نے چند صفحات آگے عنوان دیا ہے: ''متقی مرد اور متقیہ عورت کو جانچنے کا طریقہ'' اسے پڑھ لیں۔

② **عام عورت:** اس قسم میں وہ عورتیں آتی ہیں جو دین کے دو چار احکام پر عمل تو کرتیں ہیں مگر گھر میں لڑائی جھگڑا بھی رکھتی ہیں اور اپنے شوہر پر کنٹرول حاصل

کرنے کی کوشش بھی کرتی ہیں۔ لیکن ان میں کوئی بڑی اخلاقی یا معاشرتی برائی نہیں ہوتی۔ اس وقت ہمارے معاشرے میں سب سے زیادہ تعداد انھیں عورتوں کی ہے جو کہ تقریباً پچاس فیصد ہے۔ ان عورتوں سے مشورہ کرنا بے وقوفی ہے۔

③ **بُری عورت:** یہ عورت نہ تو دین کے کسی حکم پر عمل کرتی ہے نہ گھر میں اچھے اخلاق کی مالک ہوتی ہے۔ نہ معاشرے کے اچھے رسم و رواج کی کوئی پروا کرتی ہے۔ اس کا جھگڑا رہتا ہے اپنی ساس کے ساتھ، اپنی نندوں کے ساتھ، اپنی تمام دیورانیوں اور جیٹھانیوں کے ساتھ حتی کہ اپنے شوہر کے ساتھ بھی۔ البتہ اس میں ایک دو بڑی خامی نہیں ہوتی۔ ایک تو کسی دوسرے مرد سے ناجائز تعلقات نہیں رکھتی اور دوسرا کسی کو قتل کرنے کا نہیں سوچتی۔

اس کے علاوہ اس میں ایک بات ایسی بھی ہوتی ہے جو اس کی کمزوری بھی ہوتی ہے وہ یہ کہ اگرچہ یہ عورت بد ہوتی ہے لیکن اپنے گلی محلے اور قریبی رشتے داروں میں بدنام ہونے سے ڈرتی بھی ہے۔ اس وقت ہمارے معاشرے میں ان عورتوں کی تعداد تقریباً پینتیس فیصد ہے۔ ان عورتوں کو نہ تو کوئی بات بتانی چاہیے اور نہ ہی ان کی کوئی بات غور سے سننی چاہیے اور اسی عورت کو سامنے رکھ کر میں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ کیونکہ جو شخص اس عورت کو سمجھ لے گا وہ ہر عورت کو سمجھ سکتا ہے۔ جو اس عورت سے بچ سکتا ہے وہ ہر عورت سے بچ سکتا ہے اور جو شخص اس عورت پر غلبہ پا سکتا ہے وہ ہر عورت پر غلبہ پا سکتا ہے۔

④ **انتہائی بُری عورت:** یہ وہ عورت ہے جس میں اچھائی کوئی نہیں ہوتی جب کہ برائیاں بے شمار ہوتی ہیں۔ لیکن اس کی سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ یہ مکمل طور پر بے خوف ہوتی ہے۔ یعنی اللہ سے بے خوف، معاشرے سے بے خوف، عدالت و قانون سے بے خوف، گھر کے تمام مردوں سے بے خوف اور پنچایت

میں بات کرنے سے بے خوف۔

عام طور پر اس عورت میں درج ذیل نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً: موبائل کا بے تحاشا استعمال، گھر سے باہر عام آنا جانا، غیر مردوں سے ناجائز جنسی تعلقات، لڑائی کرتے وقت گالیاں دینا، جدید طرز پر فیشن ایبل ہونا وغیرہ۔ یہ عورت ضرورت پڑھنے پر اپنے شوہر یا کسی اور شخص کو قتل بھی کرواسکتی ہے۔شریف آدمی تو اسے طلاق دینے سے بھی ڈرتا ہے۔ کیونکہ لوچہ سب سے اونچا۔ البتہ اس عورت میں دو بہت عجیب باتیں پائی جاتی ہیں ایک تو یہ کہ اگر اس عورت کو ساس اور نندیں اسی کی طرح کی مل جائیں تو یہ آپس میں اچھی سہیلیوں کی طرح رہتی ہیں۔ ان کے گھر میں لڑائی جھگڑا بہت ہی کم ہوتا ہے۔ دوسری یہ کہ اگر یہ عورت کسی دین دار، شریف اور معاشرتی روایات کی پاسداری کرنے والے گھر کی بہو بن جائے تو دو چار ماہ بعد بہانہ بنا کر طلاق لیتی ہے اور واپس گھر آجاتی ہے، کیونکہ وہ جان جاتی ہے کہ نہ تو اس کا اس گھر میں گزارہ ممکن ہے اور نہ ہی وہ اس گھر کا کنٹرول حاصل کرسکتی ہے۔ یہ ہے سب سے بُری عورت اور اس وقت ہمارے معاشرے میں ان کی تعداد تقریباً پندرہ فیصد ہوگی۔

یہ میں نے عورت کی چار بڑی اقسام بیان کردی ہیں۔ اگر کسی شخص کو کوئی عورت ان چاروں اقسام سے باہر نظر آتی ہو تو اس کے لیے عرض یہ ہے کہ جو عورت جس قسم کے زیادہ قریب ہوگی وہ اسی قسم میں شمار کی جائے گی۔

عورتوں میں پائی جانے والی خوبیاں

اگر بطور ایک جنس کے بات کریں تو اکثر عورتوں میں چند ایسی خوبیاں پائی جاتی ہیں جو کہ اکثر مردوں میں نہیں پائی جاتی۔ اب یہ ایک علیحدہ بحث ہے کہ وہ خوبیاں ان کی ضرورت ہیں، عادت ہیں، شوق ہیں یا مجبوری۔ وہ خوبیاں درج ذیل ہیں:

① اولاد کے معاملے میں عورت کا کردار بہت خاص، اہم اور بہتر ہے۔ پہلے وہ بچے کو نو ماہ تک پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے۔ یہ وقت اس کے لیے بہت مشقت اور تنگی کا ہوتا ہے۔ اس کے بعد پیدایش کا مرحلہ ہے جس میں وہ تکلیف سے گزرتی ہے اور اس کی جان کو بھی خطرہ ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد سکول جانے تک اپنے بچوں کی خاص دیکھ بھال کرتی ہیں جس میں انھیں کھانا کھلانا، گرمی سردی سے بچانا، تیمارداری کرنا اور اس کی گندگی صاف کرنا وغیرہ شامل ہے۔ یہ وہ کام ہیں جو کہ ہر مرد نہیں کرسکتا ہے اگر چہ فارغ بھی ہو۔

② گھر کے کام کرنا، مثلاً: کھانا پکانا، کپڑے دھونا اور گھر کی صاف صفائی کرنا وغیرہ۔ ان کاموں کو اگر پیسوں کے ذریعے کروایا جائے تو یہ اوسط درجے کی ماہانہ تنخواہ میں ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی بیوی آپ کو مالی فائدہ بھی دے رہی ہے اور اس وجہ سے اس معاملے میں عجیب پہلو یہ ہے کہ اگر کوئی غریب آدمی شادی کرے تو مالی طور پر فائدے میں رہے گا، کیونکہ ہوٹل کا کھانا مہنگا پڑتا ہے۔ اور اگر کوئی امیر شخص شادی کرے تو اسے مالی طور پر کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس کی بیوی کام نہیں کرے گا اور خرچ زیادہ کرے گی۔

③ ان دو بڑی خوبیوں کے علاوہ بعض ایسی خوبیاں ہیں جو کہ اکثر عورتوں میں تو پائی جاتی ہیں جب کہ مردوں میں نہیں پائی جاتی۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

طبیعت کی نرم ہوتی ہیں، بڑے جرائم، مثلاً ڈکیتی اور قتل میں ملوث نہیں ہوتیں، شرم وحیا رکھتی ہیں۔ کسی قسم کے نشے میں مبتلا نہیں ہوتیں۔ سوائے چند کالج و یونیورسٹی جانے والی لڑکیوں کے، جسمانی تشدد والے جھگڑے میں حصہ نہیں لیتیں، والد سے بدتمیزی نہیں کرتیں، لڑکوں کی طرح آوارہ گرد نہیں ہوتیں۔ سوائے چند نوکری پیشہ عورتوں کے، دین کی طرف مردوں سے زیادہ رغبت رکھتی ہیں۔ البتہ تقویٰ مردوں کی

نسبت کم ہوتا ہے، مردوں کی کمزوریاں پکڑنے میں تیز ہوتی ہیں، بدزبان نہیں ہوتیں، اٹھنا بیٹھنا سلیقے سے کرتیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

عورتوں میں پائے جانے والی خامیاں

عقل کم ہوتی ہے، دین کا علم نہیں رکھتیں، تقویٰ نہیں رکھتیں، توہم پرست ہوتی ہیں، خاوند کی ناشکری ہوتی ہیں، لاپروا ہوتی ہیں، صفائی پسند نہیں ہوتی، غیبت اور چغلی بہت کرتی ہیں، فضول اور زیادہ بولنے کی عادی ہوتی ہیں، جھوٹ بہت بولتی ہیں، گھر میں لڑائی جھگڑا بہت کرتی ہیں، مردوں کو پریشان رکھتی ہیں۔ دکھاوا بہت کرتی ہیں، اپنی جھوٹی تعریف سننے اور سنانے کی عادی ہوتی ہیں، بازار میں فضول آنے جانے کا شوق رکھتی ہیں، خاوند کا مال بے پرواہی سے ضائع کرتی ہیں، کھانے پینے میں لالچی ہوتی ہیں، دین کے لیے خرچ کرنے میں کنجوس ہوتی ہیں، جھوٹے رونے اور ڈرامے بازی کی ماسٹر ہوتی ہیں۔ بناوٹی نخرے بہت کرتی ہیں، فضول فیشن کو پسند کرتی اور اپناتی ہیں، جنسی خواہش پر زیادہ وقت تک کنٹرول نہیں رکھ سکتیں۔ امیری سے مرغوب ہوتی اور اسے پسند کرتی ہیں۔ دھوکا کھانے اور دھوکا دینے کی ماہر ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ وہ خوبیاں اور خامیاں ہیں جو عورتوں میں تو کثرت سے پائی جاتی ہیں لیکن مردوں میں کثرت سے نہیں پائی جاتیں۔ جس طرح میں نے عورت کی خوبیوں اور خامیوں کو بیان کیا ہے اسی طرح میں مردوں کی خوبیوں اور خامیوں کو بھی بیان کرنا چاہتا تھا مگر اس لیے کہ اس کتاب کا مین موضوع عورت ہے اس لیے میں مردوں کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اس کے لیے میں قارئین سے گزارش کرتا ہوں کہ جو میں نے عورت کی خوبیاں بیان کی ہیں انھیں تھوڑی بہت کمی بیشی کے ساتھ مردوں کی خامیاں شمار کر لیں اور جو میں نے عورت کی خامیاں بیان کی ہیں انھیں تھوڑی بہت کمی بیشی

کے ساتھ مردوں کی خوبیوں میں شمار کر لیں۔

عورت کے وہ ہتھیار جن سے وہ مرد پر غلبہ پا سکتی ہے اور ان کا حل

یہ اس کتاب کا سب سے اہم اور بڑا موضوع ہے۔ یہاں میں عورت کے ان ہتھیاروں کا ذکر کروں گا جن کی وجہ سے وہ مرد اور گھر پر غلبہ پا سکتی ہیں۔ اگرچہ عورت کو گھر پر غلبہ پانے میں کچھ وقت لگتا ہے لیکن وہ اپنے اس مشن کو مرد کی پہلی ملاقات کے ساتھ ہی شروع کر دیتی ہے۔ اگر عقلی لحاظ سے بات کی جائے اور مرد میں سو میں سے اسّی پوائنٹ کی عقل سمجھی جائے تو عورت میں بمشکل تیس پوائنٹ کی عقل ہو گی لیکن مرد کو سٹڈی کرنے کے لحاظ سے عورت مرد سے پچاس گنا تیز ہے۔ جب کہ مردوں کا یہ معاملہ ہے کہ یا تو وہ عورت کو سمجھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا یا پھر وہ اس دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ جتنا وہ عورت کو جانتا ہے اتنا کوئی نہیں جانتا، حالانکہ یہ تو کنویں کے مینڈک والی سوچ ہے۔ مزید اس موضوع کو پڑھنے کے بعد وہ جان بھی جائیں گے۔ یہاں میں نے عورت کے اندر پائی جانے والی تقریباً تمام مکاریوں اور ہتھیاروں کا ذکر کیا ہے۔ یہ سب مکاریاں تمام عورتوں میں نہیں پائی جاتیں یہ تو صرف ان بُری عورتوں میں پائی جاتی ہیں جن کا تعارف میں نے قسم نمبر تین اور چار میں کروایا ہے اور ان عورتوں کا کام بھی دو چار ہتھیاروں سے ہی چل جاتا ہے تمام مکاریوں کے استعمال کی نوبت ہی نہیں آتی۔ البتہ اگر عورت کا خاوند عقل مند ہو اور عورتوں کے متعلق کافی علم رکھتا ہو تو اس شخص کی بیوی کو ان تمام ہتھیاروں کی ضرورت پیش آ سکتی ہیں۔ اس لیے میری اس نیچے والی تحریر کو پڑھ کر غیر شادی شدہ لڑکے تو بہت حیران و پریشان ہوں گے اور ان کی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آئیں گی لیکن جب وہ ان باتوں کے متعلق کسی شادی شدہ عقل مند بوڑھے شخص سے بات کریں گے

تو وہ اپنے تجربے سے ان باتوں کی تصدیق کر دے گا۔ وہ باتیں درج ذیل ہیں:

① **سٹڈی کرنا:** یہ عورت کا سب سے پہلا اور نہایت اہم ہتھیار ہے۔ یعنی عورت مرد کی طبیعت اور عقل کو پڑھ کر اس کی کمزوریاں تلاش کرتی ہے۔ عورت کے اس ہتھیار کی کامیابی یا ناکامی کے اثرات اس کے تمام ہتھیاروں پر ہوتے ہیں۔ اس ہتھیار کا استعمال عورت اپنی پہلی ملاقات سے شروع کر دیتی ہے۔ اس طرح عورت اپنی پہلی ملاقات ہی سے اس سرد جنگ کا آغاز کر دیتی ہے جس کی اسے خاص ٹرینگ بھی ہوتی ہے۔ جہاں تک مردوں کا تعلق ہے تو اسی فیصد تعداد کو پوری زندگی اس جنگ کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ جب کہ انیس فیصد عقل مند لوگوں کو اس وقت خبر ہوتی ہے جب ان کے پیادے اور گھڑسوار ہلاک ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس طرح جنگ کے مخفی ہونے کی وجہ سے عقل ان کے کچھ کام نہیں آتی اور جس پوزیشن میں انھیں خبر ہوتی ہے اس پوزیشن میں یہ جنگ جتنا مشکل ہو جاتی ہے، جب کہ باقی بچنے والے ایک فیصد مرد عقل مند و ذہین ہونے کے علاوہ متقی بھی ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پا لیتے ہیں اور ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اس جنگ میں شکست نہیں کھاتے۔

حل: عورت کے تین چار ہتھیار ایسے ہیں کہ ان سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے: اس موضوع کی اگر میں تفصیل میں جاؤں تو اس کا حل تو میں پیش کر دوں گا مگر بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ اس لیے چند باتوں کو درج کر رہا ہوں مزید ان پر خود غور و تدبر کریں:

جس طرح عورت ایک دشمن کی نظر سے آپ کو سٹڈی کرتی ہے آپ بھی ایک دشمن کی نظر رکھتے ہوئے اس کو سٹڈی کریں، البتہ اس کے جائز حقوق کا خیال رکھیں اور زیادتی نہ کریں، بلکہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔ بیوی کے پاس کم سے کم وقت

گزاریں۔کوئی بھی فضول بات اس سے نہ کریں۔ باہر کی اپنی یا اپنے گھر کی کوئی بھی نئی یا پرانی بات اسے نہ بتائیں۔کبھی بھی اپنی بات کو دو بار نہ دہرائیں سوائے کسی انتہائی ضروری بات کے۔ خاموش رہیں اور ہلکی زبان میں بات کریں۔ بڑی غلطی پر لازمی ڈانٹ ڈپٹ کریں، البتہ تشدد سے مکمل طور پر پرہیز کریں۔اس کے منہ سے سنی کسی بھی بات کا اعتبار نہ کریں، البتہ اگر آپ کے پاس تفتیشی شعور ہو اور آپ خود بات کی تصدیق و تحقیق کر لیں تو اور بات ہے۔اپنی طبیعت میں کبھی کبھار بدلاؤ لاتے رہیں کبھی غصہ کبھی مذاق وغیرہ کا استعمال کریں۔ بیوی سے مشورہ بالکل نہ کریں۔ بوڑھے مگر عقل مند لوگوں کے پاس بیٹھیں اور عورت کے متعلق راہنمائی حاصل کریں اور آخری بات یہ کہ اس کتاب کو دو تین مرتبہ پڑھیں اور موقع محل کے مطابق اگر کوئی خاص بات نظر آئے تو اسے علیحدہ صفحے پر تحریر کر لیں۔

② **جنسی خواہش:** عام طور پر عورت مرد پر اسی ہتھیار سے غلبہ پاتی ہے۔ عام مرد اس معاملے میں بہت کمزور ثابت ہوتے ہیں خاص طور پر وہ شخص جو گھر سے دور پردیس میں ڈیوٹی کرتا ہے، مثلاً: فوجی وغیرہ۔ جب بھی یہ لوگ دو تین ماہ بعد چھٹی پر گھر آتے ہیں تو وہ عورت جس نے ابھی تک اپنے خاوند پر مکمل کنٹرول حاصل نہیں کیا ہوتا تو وہ بہانہ بنا کر ناراض ہو جاتی ہے۔ جب کہ اس وقت مرد پر جنسی خواہش کا مکمل غلبہ ہوتا ہے۔ اس لیے وہ کمزور پڑ کر عورت کے سامنے سرنڈر کر دیتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ عورت کی ایسی غلطی جو ابھی تک اس کے خاوند کے علم میں نہیں آئی ہوتی تو اس غلطی کا اقرار عورت اس وقت ہی کرتی ہے جب مرد اپنی جنسی خواہش کو پورا کر رہا ہوتا ہے اور اسی حالت میں عورت اپنی مستقبل قریب کی فرمائشوں کا اظہار کرتی ہے۔

حل: جنسی خواہش پر اپنا مکمل کنٹرول رکھیں۔ اس میں فجر کی نماز باجماعت

پڑھنے کی عادت بہت کارگر ثابت ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص شروع میں صرف چار پانچ مرتبہ اس خواہش پر کنٹرول کر لے تو کافی ہے۔ اس کے بعد عورت اس خواہش کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا بہت کم کر دے گی۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ عقل مند لوگ صبر اور پلاننگ کرتے ہوئے اسی خواہش کے ذریعے عورت پر غلبہ حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جس شدت سے مرد میں جنسی خواہش موجود ہوتی ہے اس سے ڈبل شدت کے ساتھ یہ خواہش عورت کے اندر بھی موجود ہوتی ہے۔ البتہ وہ اس کا اظہار نہیں کرتی۔ اور جہاں تک عورت کی غلطی کے اقرار اور فرمائشوں والے معاملے کی بات ہے تو اس پر اس وقت اسے خاموش رہنا چاہیے پھر اگلے دن اسی بات کو موضوع بناتے ہوئے اس کی چھوٹی اور جائز فرمائشوں کو تو پورا کرے اور اس کی چھوٹی سی غلطی پر صبر اور بڑی غلطی پر موقعے کی مناسبت سے ڈانٹ ڈپٹ کرے اور ان تمام معاملات میں اپنی عقل کا استعمال کرتے ہوئے پہلے تولے پھر بولے۔

③ **زبان:** عورت کا ایک ہتھیار اس کی زبان ہے جو کہ بہت تیز چلتی ہے۔ اس کے ذریعے وہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرتی ہے اور اسی کے ذریعے وہ مرد کو اشتعال دلاتی ہے۔

حل: اس کا حل یہ ہے کہ آپ کبھی بھی عورت کی زبان پر اعتبار نہ کریں۔ خود معاملے کی چھان بین اور تحقیق کریں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ کام ایک عقل مند شخص ہی کر سکتا ہے اور اس کے لیے بھی یہ کام اس وقت بہت مشکل ہو جاتا ہے جب بات میں آدھا سچ اور آدھا جھوٹ مکس ہو جائے۔

④ **رونا:** ایک ہتھیار عورت کا اپنے آپ کو جھوٹ کے ذریعے مظلوم اور معصوم ثابت کرواتے ہوئے جھوٹا رونا ہے۔ اکثر مرد ان آنسوؤں سے دھوکا کھا جاتے ہیں اور پٹڑی سے اتر جاتے ہیں۔

حل: سوائے چند قریبی رشتوں کی وفات کے علاوہ عورت کا رونا جھوٹ اور مکاری پر مبنی ہوتا ہے۔ ان آنسوؤں کا کبھی بھی اعتبار نہ کریں یہ مگرمچھ کے آنسو ہوتے ہیں۔ یاد رکھیں اگر آپ اس کے آنسوؤں میں بہہ گئے تو اگلی پوری زندگی آپ کو رونا پڑے گا۔

⑤ **لڑائی جھگڑا:** عورت کا ایک ہتھیار گھر میں لڑائی جھگڑا کرنا ہے۔ عام طور پر لڑائی جھگڑا ساس اور بہو کے درمیان ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ اپنا حق یا گھر کا اقتدار حاصل کرنا ہوتا ہے۔ یہ لڑائی عورتوں کی پلاننگ کا حصہ ہوتا ہے۔ البتہ گھر کے مرد اس سے بہت پریشان ہوتے ہیں اور زیادہ تر اس لڑائی کا خاتمہ گھر سے علیحدہ ہونے پر ہوتا ہے۔

حل: مرد حضرات جان لیں کہ یہ لڑائی جھگڑا ہر گھر میں ہوتا ہے اس لیے نہ تو عزت میں کمی کا خوف رکھتے ہوئے اس سے بلیک میل ہوں اور نہ اس سے پریشان ہوں۔ بلکہ اس لڑائی جھگڑے سے انجوائے کریں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر آپ ایک عقل مند شخص ہیں تو یہ جھگڑا آپ کے گھر زیادہ عرصہ چلے گا اور اگر ساس بہو کا جھگڑا ختم ہو جائے تو پھر عورت اپنے اگلے ہدف کی طرف بڑھتی ہے جس میں اس نے اپنے شوہر سے جھگڑا شروع کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے مردوں کو اس جھگڑے کے ساتھ جینے کی عادت ڈالنی ہو گی۔

⑥ **علیحدہ ہونا:** جوائنٹ فیملی میں نہ تو عورت کو اقتدار مل سکتا ہے اور نہ وہ اپنے شوہر پر مکمل کنٹرول حاصل کر سکتی ہے۔ جب کہ اس پر پابندیاں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ علیحدہ ہونے کے بعد گھر کا اقتدار تو خود بہ خود اسے مل جاتا ہے اور پابندیاں بھی ختم ہو جاتی ہیں اور دوسری طرف شوہر کے اکیلے رہ جانے کی وجہ سے اس پر کنٹرول بھی آسانی سے حاصل کر لیتی ہے۔ اسی وجہ سے عورتیں

علیحدگی کو پسند کرتی ہیں۔

حل: جھوٹ بولے بغیر اپنی آمدن کو ایسا ظاہر کریں کہ آپ کی بیوی یہ سمجھ لے کہ علیحدہ ہو کر ہمارا گزارہ نہیں ہو سکتا اور اگر پھر بھی حالات علیحدگی کی طرف جاتے نظر آئیں تو کوشش کریں کہ جتنا زیادہ وقت جوائنٹ فیملی میں گزر سکتا ہے گزاریں اور اگر علیحدہ ہوں تو اسی گھر کے اندر رہتے ہوئے علیحدہ ہوں گھر چھوڑ کر نہ جائیں اور اگر گھر چھوڑنا مجبوری بن جائے تو پھر بھی اپنے گھر کے قریب ہی رہیں اور اپنے گھر کا مکمل کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھیں۔

⑦ **اچھی کوالٹی کا دھوکا:** عورت کا ایک ہتھیار یہ ہے کہ وہ اپنے خاوند کو اس دھوکے میں مبتلا کر دیتی ہے کہ اس کی بیوی میں دوسری عورتوں کی نسبت زیادہ خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ اس کے لیے وہ دوسری عورتوں کی خامیاں اور اپنی خوبیاں بیان کرتی رہتی ہے اور کبھی کبھار وہ اپنے خاوند کی غلطیوں اور خامیوں کا بھی اس سے تذکرہ کرتی ہے۔ اس دھوکے میں عام طور پر وہ شخص مبتلا ہوتے ہیں جو کم وقت کے لیے گھر آئے ہیں، مثلاً: فوجی، دوسرے شہر یا ملک میں مقیم کوئی مزدور یا دو تین دن بعد گھر آنے والا کسی بڑی گاڑی کا ڈرائیور۔ ان کی بیویاں تھوڑے سے وقت کے لیے ان کی تابع دار بن جاتی ہیں جس سے یہ لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں اور اس دھوکے کا انھیں اس وقت علم ہوتا ہے جب وہ کسی بھی وجہ سے اپنا کام چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے گھر آتے ہیں۔

حل: اس معاملے میں بیوی کی باتوں کو توجہ نہ دیں۔ جو باتیں آپ کے علم میں آ چکی ہیں ان پر تدبر و تحقیق کریں اور اگر کبھی موقع ملے تو چھے ماہ کی لمبی چھٹی گزار کر اچھی طرح جائزہ لیں اور اگر آپ کی بیوی واقعی اچھی ہے تو اس کی رائے کو عقل سے پرکھنے کے بعد عزت بھی دیں۔

⑧ **گھر والے:** عورت کا ایک ہتھیار اس کے اپنے گھر والے ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ بیوقوف ہوں یا بدمعاش ہوں تو زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ عورت اس ہتھیار کا استعمال مختلف طریقوں سے کرتی ہے، مثلاً: اپنی مکاری سے انھیں ورغلا کر اپنے خاوند کے خلاف کرنا، لین دین میں اپنے خاوند پر کوئی احسان کروا کر ان کا تابعدار بنانا، یا پھر ان کے ذریعے خاوند میں ڈر خوف پیدا کرنا اور لڑائی جھگڑا کرنا وغیرہ۔

حل: اپنے سے زیادہ شریف اور کمزور لوگوں سے رشتہ داری کریں۔ ان سے کسی قسم کا کوئی کام نہ لیں، اپنی بیوی کی ہر بڑی غلطی کو جلد سے جلد ان تک پہنچائیں اور اگر وہ اپنی بہن یا بیٹی کا ناحق ساتھ دیں تو اس کے تین چار قریبی رشتے داروں سے بات کریں اور اس معاملے میں دلائل کی حد تک اپنی تیاری بھی کریں، کیونکہ عورت زبان چلانے میں مرد سے تیز ہوتی ہے۔

⑨ **اولاد:** عورت اپنا اصل چہرہ بچے ہونے کے بعد ہی ظاہر کرتی ہے۔ کیونکہ باپ محبت رکھتا ہے اپنی اولاد کے ساتھ اس کمزوری کی وجہ سے عورت اسے بلیک میل کرتی ہے اور اگر اسے شروع میں کامیابی نہ ملے تو پھر عورت اپنے اسی ہتھیار کو دوبارہ اس وقت استعمال کرتی ہے جب اولاد جوان ہو جاتی ہے۔ وہ اولاد کو اپنے ساتھ لگا کر گھر کا پورا ماحول اپنے حق میں کر لیتی ہے اور اپنے شوہر پر زبردستی کنٹرول حاصل کر لیتی ہے۔

حل: اس کا حل بہت مشکل ہے کیونکہ اس محبت کو باپ چھپا بھی نہیں سکتا۔ البتہ اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ بچوں کی مار پیٹ والا کام بیوی سے کروایا جائے اور خود نہ کیا جائے۔ جب کہ بچوں کو جیب خرچ خود اپنے ہاتھ سے دیں ان کے ساتھ لاڈ پیار کریں تاکہ وہ بچپن میں بھی اور جوانی میں بھی آپ کی بات اور آپ کے ساتھ رہنے

کو ترجیح دیں اور اگر آپ کو کامیابی نہ ملی تو پھر اس مسئلے کا خاتمہ یا تو سرنڈر کرنا ہے یا پھر طلاق۔ یا پھر بعض چھوٹی چھوٹی کوششیں جیسے یہ ہے کہ اول تو شوہر ایک اچھا شوہر بنے اور اگر پھر بھی عورت تنگ کرتی ہو تو اس کے گھر والوں اور اس کے قریبی رشتے داروں کے ذریعے اسے سمجھائے اور اگر پھر بھی بات نہ بنے تو کسی اچھے وکیل سے مشورہ کرے وکیل یا تو ایماندار مخلص قریبی رشتے دار ہو یا پھر جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والا ہو، اور وکیل سے کوئی حل ملنے سے پہلے گھر کے حالات خراب نہ ہونے دیں اور اگر وہاں سے بھی کوئی حل نہ ملے تو دعا کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔

⑩ **منت سماجت:** عورت کا ایک ہتھیار اس کا منت سماجت کرنا ہے۔ بعض عورتیں تو اس کا استعمال شروع میں کرتی ہیں اور اگر اس سے کام چل جائے تو ٹھیک، ورنہ پھر اپنے دوسرے ہتھیاروں کا استعمال شروع کر دیتی ہیں۔ لیکن بعض عورتیں اس کا استعمال آخر میں کرتی ہیں جب ان کے تمام ہتھیار ناکام ہو جائیں۔ ویسے تو منت سماجت ایک اچھی چیز ہے لیکن جب اسے مکاری کے ساتھ اپنی غلط اور غیر ضروری خواہشات کی تکمیل کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ ایک بُری چیز ہی ہوتی ہے۔ اس وقت ہمارے معاشرے میں اس کا استعمال مختلف شکلوں میں ہو رہا ہے۔ ایک مجرم اپنے جرم کی معافی کے لیے، ایک اچھا شخص اپنی سہواً ہونے والی غلطی کے لیے، ایک فقیر اور مراسی مانگنے کے لیے جب کہ ایک عورت اس کا استعمال اپنے شوہر کو کنٹرول کرنے کے لیے کرتی ہے۔

حل: جو عورت شروع میں منت سماجت کرتی ہے اس کا شمار اکثر اچھی عورتوں میں ہی ہو گا۔ اس لیے اس کی عزت بھی ہونی چاہیے۔ اس کی چھوٹی اور جائز باتوں کو مانا جائے، البتہ بڑی اور ناجائز باتوں کو بالکل نہ مانا جائے۔ باقی جہاں تک اس ہتھیار کے کارگر ہونے کی بات ہے تو وہ مرد کی رضا مندی ہی سے کارگر ہوتا ہے۔

یعنی یا تو مرد بیوقوف ہوتا ہے یا پھر اس کے علم میں یہ بات نہیں ہوتی کہ یہ بھی عورت کا ایک ہتھیار ہی ہے۔

⑪ **تکرار سے بات کرنا:** عورت کا ایک ہتھیار تکرار سے بات کرنا ہے یعنی جو کام اس نے ایک مہینے بعد کرنا ہوتا ہے۔ اس کے لیے وہ اپنے شوہر کر ہر دوسرے دن بار بار کہتی رہتی ہے۔فرض کیجیے کہ کسی عورت کے بھائی کی شادی میں ایک ماہ کا وقت رہ چکا ہے۔ اب وہ عورت جو اپنے شوہر کو جانتی ہے۔ اس نے اپنی خواہشات کو ایک ترتیب سے اپنے ذہن میں رکھنا ہے۔اس ترتیب میں اس نے اس بات کا بھی لحاظ رکھنا ہے کہ کون سی بات منوانے کے لیے اسے اپنے شوہر کے ساتھ زیادہ بحث وتکرار کرنی پڑے گی۔

فرض کیجیے! عورت کہتی ہے کہ میں نے اپنے بھائی کی شادی میں پندرہ دن پہلے جانا ہے۔ اب اگر اس کا شوہر نہ مانے تو وہ ہر دوسرے دن بار بار اسی بات کو کرتی رہے گی۔ یہاں تک کہ آدمی تنگ ہوکر یا خوشی سے عورت کی بات مان لیتا ہے اور اگر شوہر شروع ہی میں بات مان لے تو پھر عورت اپنے دوسرے ٹارگٹ کی طرف چل پڑے گی۔فرض کیجیے کہ اس کا دوسرا ٹارگٹ یہ ہے کہ میں نے اتنی رقم لے کر جانا ہے اور اگر شوہر یہ بات بھی فوراً مان لے تو ٹھیک ورنہ عورت اس بات کو تکرار کے ساتھ کرنا شروع کر دے گی۔ پھر جب وہ اس میں بھی کامیابی حاصل کر لیتی ہے تو اپنے اگلے ٹارگٹ کی طرف بڑھ جاتی ہے۔اس طرح یہ سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے۔ یہاں تک کہ عورت اپنے تمام اہداف حاصل کر لے۔

حل: عورت کے اس ہتھیار کا حل یہ ہے کہ جب بھی عورت کسی بات کو اس کے وقت سے پہلے کرے تو اسے یہ کہہ کر منع کر دیا جائے کہ جب اس کام کا وقت آئے گا اسی وقت اس کے متعلق بات کریں گے اور اگر وہ پھر بھی اسی وقت اپنی تمام فرمائشیں بتا

دے تو آپ بالکل خاموش رہیں اور جب صحیح وقت آ جائے تو بات کریں اور اپنی بیوی سے سودے بازی کرتے ہوئے کچھ باتیں اس کی مانیں اور کچھ اپنی منوائیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ بات شروع کرنے سے پہلے اپنے ذہن میں اس کی تیاری بھی کریں۔

⑫ **مشورہ اور مکاری:** عورت کا ایک ہتھیار یہ ہے کہ وہ کوئی کام کرنے سے پہلے اپنے شوہر سے مکاری کرتے ہوئے مشورہ کرتی ہے کہ فلاں کام کیسے کرنا ہے۔ اب اگر شوہر نے وہی کہا جو وہ چاہتی تھی تو ٹھیک ورنہ وہ اپنی مکاری کا استعمال کرتے ہوئے اس کی ذہن سازی شروع کر دے گی اور اس کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لے گی۔ اس طرح یہ فیصلہ تو مرد کا ہوتا ہے مگر مرضی عورت کی ہوتی ہے اور بعض اوقات یہ کام عورت اپنے بچوں سے بھی لیتی ہے۔ مثال کے طور پر عورت چاہتی ہے کہ اس کے گھر میں A.C لگے۔ اب بچے باپ سے کہتے ہیں کہ ابو فلاں کے گھر A.C لگا ہے آپ بھی لگوائیں ہمیں گرمی لگتی ہے۔ اب یہ بات عورت نے خود بچوں سے کہلوائی ہوتی ہے اور اگر شوہر بیوی سے مشورہ کرے کہ کیا گھر میں A.C لگوائیں۔ تو شروع میں عورت یہ بھی کہہ سکتی ہے کہ رہنے دیں پہلے ہی گھر کے اخراجات زیادہ ہیں اور اگر شوہر اس سے ایگری کر جائے تو پھر کچھ وقفے کے بعد عورت کہتی ہے کہ چلو لگوا لیں بچے ضد کر رہے ہیں۔ اس ہتھیار سے عورت ایک وقت میں دو فائدے اٹھاتی ہے۔ ایک تو یہ کہ اس کا شوہر اس کی عزت کرتا ہے یہ سمجھ کر کہ اس کی بیوی اس کے گھر کا احساس کرتی ہے اس سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتی اور دوسرا یہ کہ اگر کام خراب بھی ہو جائے تو عورت پر کوئی اعتراض بھی نہیں آتا۔

حل: اپنی عقل کا استعمال کرتے ہوئے نیک اور عقل مند لوگوں سے مشورہ کریں اور خود حالات کے مطابق فیصلہ کریں بلکہ اگر آپ کسی کام میں ڈبل مائنڈ ہو

جائیں تو آپ اسی ہتھیار کو اپنی بیوی پر استعمال کریں یعنی اپنی بیوی سے مشورہ کریں اگر کام ٹھیک ہو جائے تو خاموش رہیں اور اگر خراب ہو جائے تو سارا ملبہ بیوی پر ڈال دیں کہ تم نے ایسا کرنے کو کہا تھا۔

⑬ **طلاق:** عورت کا ایک ہتھیار طلاق ہے۔ پہلے یہ مرد کا ہتھیار ہوتا تھا۔ لیکن اب قوانین کے تبدیل ہو جانے کی وجہ سے یہ بھی عورت کا ہتھیار بن گیا ہے۔ اس ہتھیار کا استعمال عورت دو طریقوں سے کرتی ہے ایک تو یہ کہ اگر اسے یہ یقین ہو جائے کہ اس کا شوہر اسے کبھی طلاق نہ دے گا تو عورت اپنے شوہر کو بلیک میل کرنے کے لیے اس کا استعمال کرتی ہے اور دوسرا یہ کہ اگر بچے ہو جائیں تو قانون و عدلیہ کے ذریعے اپنے شوہر کو بلیک میل اور پریشرائز کرتی ہے۔

حل: اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ آپ اپنی بیوی کو شروع میں ہی یہ باور کروا دیں کہ آپ دوسری شادی میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں اور دوسرا یہ کہ اگر آپ کی بیوی آپ کو تنگ کرتی ہو اور ابھی بچے بھی نہ ہوئے ہوں تو طلاق دینے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ کریں اور اگر بچے ہوں تو پھر طلاق دینے سے پرہیز کریں اور اگر بیوی زیادہ تنگ کرتی ہو تو پھر کسی اچھے وکیل سے مشورہ کریں۔

⑭ **بے عزت ہونے کا خوف:** عورت اپنے شوہر سے جب بلاوجہ لڑائی کر کے تماشا کرتی ہے تو وہ جانتی ہے کہ اس کا شوہر اس سے بلیک میل ہو جائے گا۔ کیونکہ مردوں کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ اگر اس تماشے کی خبر اس کے گلی محلے اور رشتے داروں میں ہو گئی تو اس کی بہت بے عزتی ہو گی۔ جب کہ عورتوں میں یہ خوف اس لیے نہیں ہوتا کہ وہ جانتی ہیں کہ ہر گھر میں عورتیں یہ کام کر رہی ہوتی ہیں۔

حل: اگر مرد حق پر ہو تو اسے بالکل خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے اور دوسرا یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ بے عزتی دونوں کی ہوتی ہے یا پھر جو حق پر نہ ہو اس کی ہوتی ہے۔

⑮ **تشدد کروانا:** اپنے اوپر تشدد کروانا بھی عورت کا ایک ہتھیار ہے۔عورت سوچ سمجھے منصوبے کے تحت گھر میں ایسے حالات پیدا کر دیتی ہے کہ مرد غصے میں آ کر اس پر تشدد کر دیتا ہے۔ اس سے عورت ہمیشہ کے لیے مظلوم اور مرد ہمیشہ کے لیے لوگوں کی نظروں میں ظالم بن جاتا ہے۔اس طرح ہر کوئی مرد کو بُرا کہتا ہے۔ اس ماحول کو دیکھتے ہوئے مرد اپنے آپ کو بیوی کے تابع کر دیتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو عورت ایک دو بار مزید اپنے اوپر تشدد کرواتی ہے جس سے مرد کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ اس عورت کا اب کوئی حال نہیں رہا پھر سرنڈر کر کے اپنے آپ کو اپنی بیوی کے تابع کر دیتا ہے اور یاد رکھیں یہ کام عورت بچے ہونے کے بعد کرتی ہے۔

حل: جب بھی کسی شخص کی بیوی گھر میں ایسے حالات پیدا کرے تو اس شخص کو چاہیے کہ ترتیب سے کام کرے سب سے پہلے اسے زبان سے سمجھائے اگر نہ مانے تو پھر اس کے گھر والوں اور قریبی رشتہ داروں سے بات کرے کہ وہ اسے سمجھائیں اگر پھر بھی نہ مانے تو پھر ڈانٹ ڈپٹ کریں پھر بھی نہ مانے تو پھر غصے میں آ کر اس کے جہیز کے سامان میں سے کوئی چیز توڑ دیں یہ کام دو تین مرتبہ کریں اگر پھر بھی نہ مانے تو اب آپ کے پاس صرف تین آپشن رہ گئے ہیں۔ایک یہ کہ عورت کو اپنے بستر سے الگ کر دیں اور اگر اس سے کام نہ چلے تو پھر ہلکی مار ماریں وہ بھی تب اگر وہ غیر قانونی نہ ہو، دوسرا یہ کہ سرنڈر کریں۔ جب کہ تیسرا اور آخری حل پھر طلاق ہی کا بچتا ہے۔

⑯ **ناراض ہونا:** عورت کا ایک ہتھیار اپنے شوہر سے ناراض ہونا ہے۔جس کے لیے بعض اوقات تو کوئی خاص وجہ ہوتی ہے اور بعض اوقات کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ اس طرح کے معاملات سے عورت اپنے خاوند کو سٹڈی بھی کر رہی ہوتی ہے۔

حل: عورت کی ناراضی کو بالکل اہمیت نہ دیں۔ جتنے دن وہ ناراض رہنا چاہتی

ہے رہنے دیا جائے۔

⑰ **پلائنگ:** عورت کا آدھا خود کار ہتھیار علیحدہ سے کام کر رہا ہوتا ہے اور وہ اس کے اپنے گھر والے ہوتے ہیں۔ جو کہ شروع میں اپنی بیٹی کے شوہر کو یہ باور کرواتے ہیں کہ وہ آپ کے بہت خیر خواہ ہیں۔ جب کہ دوسری طرف ان کی بیٹی اپنے شوہر کو یہ باور کروا رہی ہوتی ہے کہ تمھارے گھر والے تمھارے خیر خواہ نہیں۔ اس طرح یہ آدھا + آدھا برابر ایک مکمل ہتھیار بن جاتا ہے۔ اس ہتھیار کو میں نے پلائنگ کا نام دیا ہے۔

حل: سسرال والوں کی باتوں کو چھوڑ دیں اور عمل پر گہری نظر رکھیں۔ اسی طرح بیوی کی باتوں کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کے عمل پر توجہ کریں اور خود تحقیق کریں۔

⑱ **ٹوہ لگانا:** عورت کا ایک ہتھیار مخفی طور پر کان لگا کر گھر والوں اور دوسرے لوگوں کی باتیں سننا بھی ہے۔ جنھیں سننے کے بعد وہ اپنے آئندہ کے پلان ترتیب دیتی ہے اور اس سے اس کی کامیابی کے چانس بڑھ جاتے ہیں۔ مرد حضرات یہ بات یاد رکھیں کہ عورت اس کی سوچ سے کہیں زیادہ ٹوہیا ہوتی ہے۔ گھر میں ہونے والی ہر بات اس کے علم میں ہوتی ہے خواہ بات کتنی ہی دھیمی آواز سے کر لی جائے۔

حل: اس کام میں جتنی زیادہ احتیاط کر سکتے ہیں کریں۔

⑲ **بیمار ہونا:** عورت بعض اوقات بیماری کا جھوٹا بہانا کرتی ہے۔ حالانکہ وہ بیمار نہیں ہوتی اور بعض اوقات وہ ہلکی سی بیمار تو ہوتی ہے مگر ایکٹنگ ایسے کرتی ہے کہ جیسے ابھی مرنے والی ہے۔ بیماری کے جھوٹے بہانے میں عورت کا کوئی بھی مقصد ہو سکتا ہے۔ البتہ زیادہ تر اپنی کسی بات کا غصہ نکالنا ہوتا ہے۔ بیماری کے بہانے سے کچھ وقت کے لیے وہ اپنے شوہر کو پریشان کرتی ہے اور اس کا کچھ مال ضائع کروا دیتی ہے اور اپنا غصہ نکال لیتی ہے۔

حل: مرد تو اس بات کونہیں جان سکتا کہ عورت کہاں ایکٹنگ کر رہی ہے اور کہاں اُور ایکٹنگ۔ البتہ اس کا حل یہی ہے کہ پہلے سستے ڈاکٹر سے رجوع کیا جائے اور اگر بعد میں ضرورت محسوس ہو تو اچھے ڈاکٹر سے رجوع کر لیا جائے۔

⑳ **جسمانی طاقت:** عام طور پر تو یہ طاقت مرد کے پاس ہی ہوتی ہے۔ البتہ بعض گھروں میں عورت بھی مرد سے زیادہ طاقت ور ہوتی ہے اور وہ اپنی اس جسمانی طاقت کے ذریعے اپنے شوہر پر زبردستی کنٹرول حاصل کر لیتی ہے۔

حل: کمزور مرد لڑنے سے پرہیز کرے زبان کے ذریعے ڈرا کر ہی کام چلائے لیکن اگر عورت جان بوجھ کر مرد کی پٹائی کر دے تو مرد کو چاہیے کہ پہلے قانون اور اس کے بعد اپنے گھر سے کسی بھائی کی سپورٹ حاصل کرے۔

㉑ **اشتعال دلانا:** بعض اوقات عورت مرد کو کچھ جھوٹ اور کچھ سچ سناتی ہے۔ جس میں اس کا مقصد مرد کو غصے اور اشتعال میں لا کر اس سے کوئی کام لینا ہوتا ہے۔

حل: غصے میں کوئی بات نہ کریں۔ دین کو اپنی زندگی میں لائیں اور صبر سے کام لیں۔ عورت کا بالکل اعتبار نہ کریں۔

㉒ **ہتھیاروں کا ایک ہونا:** جس عورت میں یہ تمام ہتھیار اکٹھے ہو جائیں۔ تو یہ ایک بہت بڑی طاقت بن جاتے ہیں۔ حالانکہ عورت کا ایک دو ہتھیار ہی کام کر جائے تو کافی ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ ایک ملک کے پاس دس ہتھیار ہیں جب کہ اس کے مخالف ملک کے پاس بیس۔ تو ظاہر ہے بیس والا ہی زیادہ طاقت ور ہو گا۔

حل: آپ کے پاس عورت کے متعلق کافی علم آ چکا ہے اس لیے آپ ان ہتھیاروں سے بچ سکتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم عورت کے پانچ سات بڑے ہتھیاروں سے ضرور بچیں۔ مزید یہ کہ میں نے آگے ایک عنوان دیا ہے: ’’مرد

کے وہ ہتھیار جن کے ذریعے وہ عورت پر غلبہ پا سکتے ہیں'' آپ اس عنوان کو پڑھیں اور اس میں درج ہتھیاروں کا استعمال کریں۔ یہاں میں عورت کے صحیح ہونے کی ایک نشانی کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب عورت اپنے خاوند کے سامنے اپنے گھر والوں میں اپنے خاوند کی تعریف کرنے لگے تو یا تو وہ صحیح ہو چکی ہے یا پھر اس نے اپنے خاوند پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔

عورت کے غلبے اور تابع داری کے اوقات

عورت مرد پر چار مختلف اوقات پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ جب کہ چار اوقات ایسے ہیں کہ ان میں تابعداری کرتی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

عورت سب سے پہلے اس وقت اپنے شوہر پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ جب وہ اسے سٹڈی کرنے کے بعد اس کی کوئی کمزوری پکڑ لے۔ اگر اس میں ناکام ہو جائے تو پھر اس وقت غلبہ پانے کی کوشش کرتی ہے کہ جب اولاد ہو جائے اگر یہاں بھی ناکام ہو جائے تو پھر شوہر کو اس کے گھر والوں سے علیحدہ کروا کر اس پر غلبہ پانے کی کوشش کرتی ہے اور اگر یہاں بھی ناکام ہو جائے تو پھر اولاد کے جوان ہونے کے بعد ان بچوں کو اپنے ساتھ لگا کر یہ اس کا آخری چانس ہوتا ہے اور اگر یہاں بھی ناکام ہو جائے تو پھر تابعداری شروع کر دیتی ہے۔

تابع داری کے چار اوقات یہ ہیں: پہلا جب اس کی غلبہ پانے کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں۔ اس کے بعد اس کی تابعداری میں مزید بہتری اس وقت آتی ہے جب اس کے اپنے گھر والے اس کی سپورٹ میں کمی کر دیں۔ اس کے بعد عورت اپنے خاوند کی تابعداری اس وقت سب سے زیادہ کرتی ہے جب وہ اپنے بیٹے کی شادی کر کے ایک عورت کو گھر لاتی ہے۔ کیونکہ یہاں اب اس کی تمام تر ترجیح اس نئ

آنے والی عورت پر غلبہ حاصل کرنا ہوتی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے خاوند کی تابع داری اس وقت کرتی ہے جو وہ بڑھاپے میں اپنے خاوند کی محتاج ہو جائے۔ مزید یہ کہ اس عمر میں دونوں کے دوست اور دشمن ایک ہی ہوتے ہیں اور سب سے اہم یہ کہ اب کوئی بڑا اور خاص مشن ہی نہیں رہا کہ جس کے لیے ہاتھ پاؤں مارے جائیں۔

مرد کے وہ ہتھیار جن کے ذریعے وہ عورت پر غلبہ پا سکتے ہیں

جو شخص عورت کے ہتھیاروں سے بچ جائے وہ گھر پر کنٹرول حاصل کر لیتا ہے اور اگر وہ مضبوط کنٹرول چاہتا ہے تو مزید درج ذیل کام کر لے:

① **پیسے کا کنٹرول:** ہر شخص کو چاہیے کہ مال و دولت وغیرہ اپنے ہاتھ میں ہی رکھے۔ مکان، پراپرٹی وغیرہ اپنی بیوی کے نام ہرگز نہ کروائے۔ نقدی اگر کم ہو تو اپنے لاکر میں یا اپنے کسی امیر دوست کے پاس رکھے اور اگر زیادہ ہو تو بینک میں رکھے۔ گھر کے سودے سلف کے لیے بھی بیوی کو پیسے نہ دیں، بلکہ سودا وغیرہ خود لا کر دیں۔ اگر آپ کی بیوی فروٹ یا کوئی بازاری چیز کھانے کی خواہش کرے تو وہ بھی خود لا کر دیں نقدی پیسے بالکل نہ دیں۔ بیوی کو نقدی کیش بالکل نہ رکھنے دیں۔

یہاں تک وہ نقدی پیسے جو آپ کے سسرال والے مختلف رسم و رواج کی صورت میں اپنی بیٹی کو دیتے ہیں اس کی بھی معلومات رکھیں اور وہ بھی اپنی بیوی سے لیں۔ کیونکہ وہ آپ ہی کے پیسے ہوتے ہیں جو کہ مختلف رسم و رواج کی صورت میں آپ نے اپنے سسرال والوں یا ان کے رشتے داروں کو دے رکھے ہوتے ہیں۔ آپ کی آمدن کتنی ہے یہ نہ تو آپ کی بیوی کے علم میں ہو اور نہ ہی کسی ایسے شخص کے علم میں ہو جو آپ کی بیوی کو بتا سکے۔ بچوں کو جیب خرچ خود اپنے ہاتھ سے دیں۔ اِن باتوں

کے فائدے یہ ہوں گے کہ بچے آپ کے قریب رہیں گے۔آپ کی بیوی آپ سے زیادہ دن تک ناراض نہ رہ سکے گی۔ جب بھی آپ اپنی جیب سے اس کی فرمائش کو پورا کریں گے تو وہ آپ کا احسان مانے گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جس کے پاس ہو مال کا کنٹرول اسی کے پاس ہوگا گھر کا کنٹرول۔ اور اگر آپ نے اپنا مال بیوی کے کنٹرول میں دے دیا تو چار چھ ماہ بعد بیوی اسے اپنا حق تصور کرنے لگے گی اور آپ کے مانگنے پر آپ کو دینے سے کترائے گی پوچھے گی کہ آپ کو کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔ جوانی میں تو یہ معاملات جیسے تیسے چل جاتے ہیں مگر بڑھاپے میں جا کر اسے بچوں کی طرح منت سماجت کرنا پڑے گی اور ایک تابع دار غلام کی طرح رہنا پڑے گا۔

اس موضوع کو پڑھتے وقت بعض لوگوں کے ذہن میں یہ بات آ رہی ہو گی کہ میں نے اس معاملے میں زیادہ سختی سے کام لیا ہے کچھ نہ کچھ رقم تو عورت کے پاس بھی ہونی چاہیے۔ ان باتوں کے رد کی میرے پاس ایک دلیل تو یہ ہے کہ اس معاملے میں میری تحقیق یہی ہے کہ اس معاملے میں اتنی ہی سختی ہونی چاہیے اور دوسری بات یہ ہے کہ کوئی بھی عورت اپنے پاس کوئی نقدی رقم رکھنے کی کوئی معقول و مضبوط دلیل دے ہی نہیں سکتی۔ اس معاملے میں عورت اس قسم کے دلائل دیتی ہے مثلاً: میرے پاس پیسے ہوں گے تو کسی بُرے وقت میں کام آ جائیں گے، میں گھر کی کوئی چیز بنا لوں گی، کوئی کمیٹی ڈال لوں گی، میرا کبھی کوئی چیز کھانے کو جی کر جاتا ہے، بعض اوقات جب آپ گھر میں نہیں ہوتے تو بچوں کو سکول کی کسی چیز کی ضرورت پیش آ جاتی ہے، اگر آپ گھر پر موجودہ نہ ہوں اور کوئی مہمان آ جائے تو اسے چائے پانی پلانا پڑ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اب عورت کے یہ جتنے بھی دلائل ہیں نہ صرف کمزور ہیں بلکہ مکاری اور جھوٹ پر مبنی ہیں، البتہ آخری دلیل یعنی مہمان کو چائے پانی پلانے والی وہ مضبوط دلیل ہے

اور اس کا حل یہی ہے کہ آپ اسے مہمانوں کے لیے ایک نوٹ دیں اور دوسرا نوٹ اس وقت تک نہ دیں جب تک ایک مہمان آپ کے گھر سے نہ ہو جائے۔

② **کردار:** مرد کو اپنا کردار اچھا رکھنا چاہیے۔ مثلاً: بیوی سے اچھے تعلقات رکھے، دین پر عمل کرے وغیرہ اور اس اچھے کردار کی خبر جلد از جلد بیوی کے گلی محلے والوں اور رشتے داروں کو بھی ہونی چاہیے اور اسی طرح جب بیوی کوئی بڑی غلطی کرے تو اس کا بھی جلد از جلد اس کے رشتے داروں میں علم ہونا چاہیے۔

③ **موبائل فون:** کبھی بھی اپنی بیوی کو موبائل رکھنے کی اجازت نہ دیں۔ آج بعض لوگوں کا یہ ذہن بن چکا ہے کہ اس کے بغیر گزارہ ممکن نہیں، حالانکہ یہ ایک سوچ ہے جب موبائل فون نہیں تھا کیا اس وقت گزارہ نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ہمارے گھر کی عورتیں موبائل کا صرف اور صرف اچھا استعمال ہی کرتی ہیں۔ بیوی کے پاس موبائل ہونے کے بہت سے نقصانات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(الف) میاں بیوی کے درمیان گھر میں معمولی لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ وہ اتنے معمولی ہوتے ہیں کہ جھگڑا ہونے کے آٹھ دس گھنٹوں کے بعد حالات ٹھیک ہو جاتے ہیں، لیکن اگر موبائل فون بیوی کے پاس ہو تو غصے کی حالت میں وہ فوراً اپنے گھر اطلاع کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ معمولی جھگڑا پھیل جاتا ہے۔ اس طرح موبائل فون بہت جلد طلاق کی وجہ بن جاتا ہے۔

(ب) اگر بیوی کے پاس موبائل ہو گا تو وہ اپنا بہت سا وقت اس کے استعمال میں ضائع کرے گی۔ جس سے گھر کے بہت سے کام کاج یا تو ہوں گے ہی نہیں یا پھر وقت پر نہیں ہوں گے۔ اس طرح موبائل فون گھر میں پریشانی اور جھگڑے کی وجہ بن جاتا ہے۔

(ج) اگر بیوی فون کا استعمال کرے گی تو آپ کے بچوں کو بھی اس کی عادت پڑ جائے گی۔ اس وجہ سے صرف دس سال کی عمر میں ہی ان کی نظر اور قوت سماعت خراب ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ ان کی تعلیم اور دماغ بھی متاثر ہو گا۔

(د) بیوی کے پاس موبائل ہونے کا جو سب سے بڑا نقصان ہے وہ یہ کہ ہے کہ اگر وہ ٹھیک بھی ہو تو اس کے پاس موبائل آنے کے بعد اس کے کسی نہ کسی شخص سے ناجائز تعلقات قائم ہو جاتے ہیں۔ اور یہ معاملہ تقریباً بیس فیصد عورتوں کے ساتھ ہوتا ہے اور بعض عورتوں میں تو یہ خرابی اس وقت آتی ہے جب ان کی اولاد بھی جوان ہو چکی ہوتی ہے اور اگر کسی عورت کے کسی شخص کے ساتھ فون کی وجہ سے ناجائز تعلقات قائم ہو جائیں تو یاد رکھیں کہ وہ عورت نہ صرف گھر کی عزت اور مال کو برباد کرے گی، بلکہ ضرورت پڑنے پر اپنے شوہر کو بھی قتل کروا دے گی۔ لہٰذا ان وجوہات کو سمجھتے ہوئے کبھی بھی بیوی کو فون لے کر نہیں دینا چاہیے۔ بلکہ شادی ہونے سے پہلے ہی لڑکی کے گھر والوں کو یہ بات سمجھا دیں۔ کیونکہ یہ بات ماننا ان کی مجبوری ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کے رشتے نہیں مل رہے اور اگر پھر بھی کسی کی بیوی گھر سے موبائل لے آئے تو شوہر کو جب بھی غصہ آئے تو اپنی بیوی پر تشدد نہ کرے بلکہ سب سے پہلے موبائل ہی کو توڑے۔

④ **غصہ ہونا:** گھر میں عورتیں اکثر ایسے غلط کام کرتیں رہتی ہیں کہ جن پر عقل مند شوہروں کو غصہ آجاتا ہے اگر پلائنگ کے ساتھ اس غصے کا استعمال کر لیا جائے تو یہ مرد کا ایک اچھا ہتھیار ثابت ہوتا ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہو گا کہ جب بھی عورت اپنی خاوند کی اطاعت نہ کرے تو خاوند کو چاہیے کہ غصے کی حالت میں احتجاج کرتے ہوئے اپنے جہیز کے سامان کی کوئی غیر ضروری چیز توڑ دے۔

عورت کو اپنے سامان سے بہت محبت ہوتی ہے۔ اس عمل سے بیوی کو نہ صرف سخت صدمہ پہنچے گا، بلکہ غصے کا اظہار بھی صحیح طریقے سے ہو جائے گا۔ یہ عمل کرتے وقت اس چیز کا خیال رکھیں کہ ایک بار میں ایک ہی چیز توڑنی ہے۔ یہ کام آپ شادی کے شروع میں تین چار بار کر لیں۔ آپ کی بیوی آپ کی اطاعت شروع کر دے گی۔ یاد رکھیں کہ بلی شروع میں ماری جائے تو فائدہ دیتی ہے اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جب بھی آپ کو غصہ آئے وہ معقول اور بڑی غلطی پر آئے اور اس میں آپ مکمل طور پر حق پہ ہوں۔

۵ **دوست:** آپ اپنا ایک مخلص اور شریف دوست بنائیں جو کہ عقل مند ہو اور عورت اور گھریلو معاملات کا علم رکھتا ہو۔ جب بھی آپ کی بیوی آپ کو بلاوجہ تنگ کرے یا کوئی ایسا کام کہے کہ جس میں آپ کو کوئی شبہہ ہو تو آپ فوراً فیصلہ نہ کریں، بلکہ اپنے دوست سے مشورہ کریں۔ اس سے نہ صرف آپ کو ایک دو دن سوچنے کا موقع ملے گا، بلکہ اگر آپ نے اس کام میں دوست کا مشورہ ضروری سمجھا تو مزید فائدہ بھی ہو جائے گا۔ اگر آپ خاندان کی شکل میں ایک جوائنٹ فیملی میں رہ رہے ہیں تو اس دوست کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے، لیکن اگر آپ کے پاس اپنی جوائنٹ فیملی نہیں تو یہ دوست آپ کی ضرورت اور مجبوری ہے اور اگر یہ نیک اور عقل مند ہوا تو آپ کے لیے ایک فائدے مند ہتھیار ثابت ہو گا۔

متقی مرد اور متقیہ عورت کو جانچنے کا طریقہ

سب سے اچھا رشتہ متقی و دین دار عورت یا مرد کا ہوتا ہے اور یہ بات نبی اکرم ﷺ کے ارشاد مبارک سے ثابت ہے اور یہاں میں اسی حوالے سے کچھ عقلی معلومات دینا

چاہتا ہوں۔ کیونکہ اگر رشتہ اچھا ہو جائے تو گھر کے معاملات خراب ہی نہیں ہوتے۔

عام طور پر لوگ کسی شخص میں چند خوبیاں، مثلاً: ڈاڑھی، ٹوپی، نماز، روزہ، تقریر اور تبلیغ وغیرہ دیکھ کر اسے متقی ڈکلیئر کر دیتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ اسی طرح عورت میں بعض خوبیاں، مثلاً: باپردہ ہونا، مدرسہ پڑھا ہونا، نمازی اور روزے دار ہونا وغیرہ دیکھ کر اسے متقیہ ڈکلیئر کر دیتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔ ان خوبیوں والے تمام لوگ متقی نہیں ہوتے، البتہ تمام متقیوں میں اس قسم کی خوبیوں کا ہونا ضروری ہے۔ اصل متقی کی نشانیاں جو دینی تعلیمات سے ثابت ہوتی ہیں وہ تو یہ ہیں مثلاً تنہائی کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، صغیرہ گناہوں اور شک والے گناہوں سے بھی بچنا اور ان گناہوں سے بھی بچنا جنھیں وہ لوگوں سے مخفی رکھ کر بھی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو وغیرہ وغیرہ، لیکن یہ معاملات زیادہ تر ایسے ہیں جو کہ لوگوں سے اوجھل ہوتے ہیں اس لیے میں یہاں مختصر طور پر چند ایسی خوبیوں کا ذکر کروں گا جو لوگوں کے سامنے ہوں گی اور جنھیں چیک کرنے کے بعد اس شخص کے متقی ہونے کے متعلق کوئی رائے قائم کی جا سکے گی۔ میرے خیال کے مطابق چار چیزیں جب کسی شخص میں اکٹھی ہو جائیں تو اس شخص میں تقویٰ ضرور ہو گا۔ خواہ کم ہو یا زیادہ اور وہ خواہ مرد ہو یا عورت، وہ چار چیزیں درج ذیل ہیں:

① عقل جیسے آپ اس کی باتوں اور حرکات سے پرکھ سکتے ہیں۔

② علم جیسے آپ اس کے عمل اور اپنے علم سے سوال کر کے پرکھ سکتے ہیں۔ اور یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ یہاں مکروہات، حرام و حلال اور فرائض و واجبات کا علم مراد نہیں، بلکہ یہاں علم سے مراد وہ علم ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ، آخرت اور اس کے نبی اکرم ﷺ کے متعلق پختہ یقین حاصل ہو۔

③ عمل جیسے آپ اس کے کردار، دنیاوی معاملات اور عام لین دین سے پرکھ سکتے

ہیں، یعنی آپ کو اس میں بہت ساری خوبیاں نظر آئیں گی۔

④ وہ سچ جو اس کے خود کے خلاف جاتا ہو۔ مثلاً جس سے اس کی عزت میں کمی آتی ہو یا اس کے مال وغیرہ کا نقصان ہوتا ہو۔

ایسا شخص جس میں یہ چاروں خوبیاں ہوں گی اس میں تقویٰ کی کچھ نہ کچھ مقدار بھی ضرور ہو گی۔ ایسے شخص کو کوئی اہم اور خاص ذمہ داری بھی سونپی جا سکتی ہے۔ کیونکہ یہ شخص کبھی بھی بددیانت نہیں ہوسکتا۔

گھر میں آخری فیصلہ کس کا اور کیوں؟

دنیا میں کوئی بھی ملک یا ادارہ ایسا نہیں کہ جس کے دو سربراہ ہوں اور نہ ہی ایسا ہوسکتا ہے۔ گھر بھی ایک ادارہ ہی ہوتا ہے اور اس کا بھی ایک ہی سربراہ ہوسکتا ہے دو نہیں۔ سب سے چھوٹی فیملی دو افراد یعنی میاں بیوی پر مشتمل ہوتی ہے اور ان دو میں سے کوئی ایک ہی سربراہ ہو گا۔ بعض جدید ذہن رکھنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس ادارے کو دونوں کے مشورے سے چلنا چاہیے کسی ایک کی سربراہی نہیں ہونی چاہیے۔ حالانکہ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ مشورے کے بعد بھی کسی ایک کا فیصلہ ہوتا ہے اور وہی سربراہ ہوتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ہر فیملی مشورے سے ہی چل رہی ہوتی ہے اس بات کو کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ یہ بات لوگ باقی اداروں کے لیے کیوں نہیں کرتے صرف فیملی کے متعلق ہی کیوں کرتے ہیں؟ اصل میں یہ جدید ذہن رکھنے والے لوگ کہنا تو یہ چاہتے ہیں کہ تمام معاملات عورت کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں مگر وہ جانتے ہیں کہ اس نعرے کو کوئی قوم اور کوئی ملک بھی قبول نہیں کرے گا۔ اس لیے یہ لوگ حقوق نسواں کا نام لے کر اس قسم کی باتیں کرتے ہیں، مثلاً: عورت اور مرد برابر ہیں، اگرچہ گھر کا کام کاج عورت کرتی ہے تو کبھی کبھار

مرد کو بھی کرنے چاہئیں، کوئی بات گھر میں اگر مرد اپنی منواتا ہے تو کوئی بات عورت کی بھی ماننی چاہیے۔

اب ایک بات تو یہ ہے کہ یہ نعرے بعد میں متعارف ہوئے ہیں جب کہ کئی گھروں میں یہ معاملات بہت پہلے سے چل رہے ہیں اور جہاں تک عورتوں اور مردوں کو برابر کرنے کا معاملہ ہے تو یہ تجربہ یورپ اور امریکہ سمیت بے شمار ترقی یافتہ ملکوں میں فلاپ ہو چکا ہے۔ ان ملکوں کا خاندانی نظام ختم ہو گیا ہے، میاں بیوی میں فاصلے بڑھ گئے ہیں، طلاق معمول بن چکی ہے، عورت باہر مزدوری کرتی ہے اور گھر میں بھی کام کرتی ہے، اسی طرح مرد بھی باہر بھی کام کرتا ہے اور گھر بھی کام کرتا ہے اور اسی طرح کے اور بھی بہت سے گھریلو معاملات ہیں۔

یاد رکھیں! جو نظام امیر ملکوں میں ناکام ہو جائے وہ غریب ملکوں میں بہت تباہ کن ثابت ہوتا ہے۔ اگر عورت اور مرد کی برابری والا نظام ان ملکوں میں کامیاب ہوتا تو پھر عقل کا یہ تقاضا ہے کہ ان ملکوں میں یہ قانون ضرور ہوتا کہ اگر پانچ سال کے لیے مرد ملک کا سربراہ بن جائے تو اگلی بار لازمی طور پر عورت پانچ سال کے لیے ملک کی سربراہ ہو گی اور یہ معاملہ اور قانون ہر ادارے، ہر فیکٹری، ہر محکمے اور ہر عہدے کے لیے ہوتا اور یہی مرد اور عورت کی اصل برابری ہے عملی طور پر۔ اور اس نظام کے فلاپ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب ہمارے ملک میں مغرب کی سازش کی وجہ سے پینتیس، چھتیس عورتوں نے اس نظام کے لیے نعرہ لگایا۔ تو ان کی مخالفت میں کئی ہزار عورتوں نے باہر نکل کر احتجاج کیا۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ عنقریب انھیں عورتوں کی جیت ہو گی۔ کیونکہ ان عورتوں کو مغرب کی سپورٹ کے ساتھ ساتھ ہمارے سیاست دانوں اور ہمارے میڈیا کی سپورٹ بھی حاصل ہے۔

اس نظام کے فلاپ ہونے کی وجہ سے میری رائے یہ ہے کہ گھر سے لے کر ملک

تک کے تمام اداروں کی سربراہی مرد کے ہاتھ میں ہی ہونی چاہیے اور یہ بات ہمارے نبی اکرم ﷺ کے ارشادات سے بھی ثابت ہے اور کیوں ہونی چاہیے اس کے لیے مزید دلائل درج ذیل ہیں:

① بطورِ ایک جنس کے مرد عورت سے کئی گنا زیادہ عقل مند ہے۔

② جسمانی طاقت اور فیصلہ کرنے میں خود اعتمادی یہ بھی مرد کے اوصاف ہیں عورت کے نہیں۔ ان اوصاف کا بھی یہی تقاضا ہے کہ سربراہی مرد ہی کے پاس ہونی چاہیے۔

③ اور سب سے بڑی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

''مرد عورتوں پر ''قوّام'' ہیں اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس بنا پر بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں...۔'' [سورة النساء: ٣٤]

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ مزید یہ کہ اس کی دو وجوہات بھی اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہیں۔

گھر کا کنٹرول کس کے پاس ہے؟ اسے چیک کرنے کا فارمولا

ہمارے معاشرے میں دو فیصد گھروں کا کنٹرول مردوں کے ہاتھ میں ہے اور تقریباً تیس فیصد مرد جانتے ہیں کہ ان کے گھر پر ان کا بالکل کنٹرول نہیں، بلکہ ان کی بیوی کا کنٹرول ہے۔ جب کہ باقی کے اڑسٹھ فیصد مرد کسی نہ کسی وجہ سے اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ان کے گھر میں ان کا کنٹرول ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ اس خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی بعض وجوہات ہیں، مثلاً: یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر میری بیوی نے اپنی کوئی بات منوانی ہو تو اس کے لیے وہ میری منت سماجت کرتی ہے یا یہ کہ میری بیوی کی کیا مجال کہ میرے سامنے بولے جب کہ میں اسے ڈانٹ بھی لیتا ہوں یا یہ کہ میری بیوی مجھ سے

پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتی وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اس طرح کی باتوں سے گھر پر کنٹرول ثابت نہیں ہوتا یہ باتیں میں گزشتہ صفحات میں بیان کر چکا ہوں اور انہی لوگوں کی وجہ سے مجھے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا فارمولا متعارف کروایا جائے کہ جس کے ذریعے یہ چیک ہو سکے کہ آخر کار میرے گھر میں میرا کنٹرول ہے یا میری بیوی کا۔

اب اگر آپ جوائنٹ فیملی میں رہ رہے ہیں تو اپنے والد اور والدہ کو چیک کریں اور اگر خود ایک علیحدہ فیملی کے طور پر رہ رہے ہیں تو اپنی بیوی اور اپنے آپ کو چیک کریں اس کے لیے میرے پاس جو فارمولا ہے وہ یہ ہے کہ آپ ماضی قریب کے ایسے چھ معاملات تلاش کریں کہ جن میں آپ کا اور آپ کی بیوی کا تضاد رہا ہو۔ یعنی آپ کی بیوی کہتی ہو کہ یہ کام اس طرح ہونا چاہیے اور آپ کہتے ہوں کہ نہیں یہ دوسرے طرح ہونا چاہیے۔ اب اگر وہ چھ کے چھ کام آپ کی مرضی کے مطابق ہوئے تو اس وقت تک گھر پر آپ کا مکمل کنٹرول ہے اور اگر تین کام آپ کی اور تین آپ کی بیوی کی مرضی کے مطابق ہوئے تو گھر پر ففٹی ففٹی دونوں کا کنٹرول ہے اور اگر چھ کے چھ کام آپ کی بیوی کی مرضی کے مطابق ہوئے تو جان لیں کہ گھر پر مکمل کنٹرول آپ کی بیوی کا ہے اور آنے والے وقت میں آپ کے اپنے ذاتی معاملات کا اختیار بھی آپ کی بیوی کے پاس ہی ہوگا۔ مثلاً: آپ نے کب سونا ہے، کب اٹھنا ہے، کب کھانا ہے، کیا کھانا ہے، کن رشتے داروں کے گھر جانا ہے اور کن کے نہیں وغیرہ وغیرہ۔

اور یہ باتیں میں اپنے اندازے کی بنیاد پر نہیں کہہ رہا بلکہ یہ کام میں کئی لوگوں کے ساتھ ہوتے ہوئے دیکھ چکا ہوں۔

خلاصہ:

یہاں تک میں نے میاں بیوی کے درمیان ہونے والے تقریباً تمام معاملات کا ذکر کر دیا ہے ااور اگر یہاں کوئی کمی رہ گئی ہو تو اس کی معلومات آپ کو کتاب کے اگلے حصے میں مل جائے گی۔ یہاں میں ایک بات کو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں اگر چہ وہ کتاب میں تکرار کے ساتھ بھی آ جائے وہ یہ ہے کہ تین خامیوں میں سے اگر ایک خامی بھی کسی شوہر میں موجود ہو تو اس کی بیوی کا اس سے خلع لینا مجبوری بن جاتا ہے۔ وہ خامیاں یہ ہیں:

① میڈیکلی طور پر اَن فٹ ہونا۔

② عورت پر معمولی بات کی وجہ سے تشدد کرنا۔

③ گھر کے اخراجات پورے نہ کرنا۔

ان تین خامیوں کے علاوہ کوئی ایسی خامی نہیں جسے عورت برداشت نہ کر سکتی ہو۔ حالانکہ ان خامیوں میں سے تین نمبر خامی ایسی ہے کہ اچھے والدین کی اچھی بیٹی اسے بھی برداشت کر لیتی ہے۔

البتہ اگر کسی شوہر میں یہ خامیاں نہ ہوں تو وہ اچھے شوہروں والی لسٹ میں اگر چہ نہ آئے لیکن کبھی بھی اس کا شمار برے شوہروں والی لسٹ میں نہیں ہو سکے گا اور اگر کسی عورت کا خلع لینا مقصد بن چکا ہے تو وہ جھوٹ بولتے ہوئے بھی انھیں خامیوں میں سے کسی خامی کو بنیاد بنائے گی۔ اب اس کے اس جھوٹ کو کوئی پکڑ سکتا ہے یا نہیں یہ ایک الگ بحث ہے۔

ساس و بہو

عورت کے انفرادی اور گھریلو لحاظ سے یہ اس کتاب کا آخری اور اہم عنوان

ہے، کیونکہ گھر میں پہلی علانیہ لڑائی ایک عورت کی ایک عورت سے ہی ہوتی ہے اور وہ ساس اور بہو ہی ہوتی ہیں۔ انہی عورتوں میں سے ایک عورت ظالم ہوتی ہے اور ایک مظلوم۔ اب سوال یہ ہے کہ کوئی مرد اس لڑائی جھگڑے کو ختم کروا سکتا ہے؟ جواب ہے ''نہیں'' البتہ عجیب بات یہ ہے کہ یہ جھگڑا آٹھ سال بعد خود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے مرد حضرات اس جھگڑے سے ہرگز پریشان نہ ہوں۔

دوسرا اور اہم سوال یہ ہے کہ ساس اور بہو میں یہ لڑائی جھگڑا ہوتا کیوں ہے؟ اس سوال کا جواب جاننے کے لیے ہمیں ساس اور بہو کے کچھ معاملات کو سمجھنا پڑے گا جو درج ذیل ہیں:

① ساس ایک عورت ہونے کی وجہ سے عورت کی نیت اور طبیعت سے خوب واقف ہوتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ جس طرح میں نے اپنے خاوند کو بیوقوف بنا کر اس پر غلبہ پایا تھا اسی طرح میری بہو میرے بیٹے پر غلبہ پائے گی اس لیے وہ اپنی بہو پر خوف اور پریشر رکھنے کے لیے اس سے لڑتی ہے۔

② بہو اگر علیحدہ ہو جائے تو اس میں اس کا بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس لیے وہ گھر میں جھگڑا کرتی ہے کہ اسے علیحدہ کر دیا جائے۔

③ ساس گھر میں ناانصافی سے کام لیتی ہے خاص طور پر بیٹی اور بہو کے معاملے میں۔ اس وجہ سے جھگڑا ہوتا ہے۔

④ اگر ایک بار گھر میں بڑا جھگڑا ہو جائے تو پھر یہ اکثر ہوتا ہی رہتا ہے، کیونکہ عورت ضدی ہوتی ہے۔

⑤ عورتوں میں غیبت اور چغلی کی بہت عادت ہوتی ہے جب بھی کسی کی غیبت کھل جائے تو لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے۔

اسی قسم کی اور بھی بعض چھوٹی وجوہات ہیں۔ البتہ اگر گھر کے اس لڑائی جھگڑے

کا چرچا گلی محلے اور رشتے داروں میں ہونے لگے تو پھر تین کاموں میں سے ایک کام ہو جاتا ہے یا تو لڑائی ختم ہو جائے گی یا علیحدگی ہو جائے گی یا پھر طلاق ہو جائے گی۔
یاد رکھیں کہ زیادہ تر گھروں میں لڑائی جھگڑے کی شروعات ساس کرتی ہے اور جھگڑے کی بڑی وجہ گھر میں ناانصافی اور کم عقلی بنتی ہے اور جھگڑے کا سب سے زیادہ نقصان بھی ساس ہی کو ہوتا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

① گھر میں ہونے والے لڑائی جھگڑے کی وجہ سے ساس کی اس کے اپنے گلی محلے اور رشتے داروں میں بے عزتی ہوتی ہے، جس سے اس کے مخالفین خوشی حاصل کرتے ہیں۔

② ساس اپنے گھر کے تمام مردوں کو پریشان کر کے اپنے ہی گھر میں انتشار اور بے سکونی پیدا کر لیتی ہے۔

③ جب ساس بہو سے بلاوجہ جھگڑا کرے گی تو بہو علیحدہ ہو جائے گی جس سے ساس پر کام کا بوجھ بڑھ جائے گا اور اگر وہ اکیلی ہوئی تو بہت تنگ ہو گی اور اس وجہ سے اس کی دشمن بہو اس کے بیٹے پر بھی آسانی سے غلبہ پا لے گی۔ اس طرح اس کی بہو اس سے جیت جائے گی۔

④ اور سب سے بڑا نقصان ساس کو یہ ہو گا کہ اگر اس کی بہو جھگڑے سے تنگ آ کر طلاق لے لے اور اس وقت اس کے پاس بچے بھی ہوں تو اس ساس کے پوتیاں اور پوتے ذلیل وخوار ہو جائیں گے۔

اس لیے ان تمام پریشانیوں کا حل یہی ہے کہ ساس انصاف اور تحمل سے کام لے اور اپنی تمام بہوؤں سے اچھے تعلقات رکھے اور حاصل کرے دنیا میں عزت اور کامیابی، گھر کا سکون اور آخرت میں ثواب بھی۔

کورٹ میرج

اس وقت ہمارے ملک میں شادی کا ایک نیا طریقہ بھی رائج ہو چکا ہے اور اسے نام دیا گیا ہے ''کورٹ میرج'' اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ اٹھارہ سال کے بعد کوئی بھی لڑکی اور لڑکا عدالت جاتے ہیں اور اپنی مرضی سے شادی کر لیتے ہیں۔ اس طرح وہ قانونی لحاظ سے میاں بیوی بن جاتے ہیں۔ البتہ شرعی لحاظ سے وہ میاں بیوی نہیں بنتے، کیونکہ نبی ﷺ کی احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نکاح کے لیے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے جو درج ذیل ہیں:

① اجاب وقبول یعنی لڑکی اور لڑکے کا ایک دوسرے کو دیکھنے کے بعد رضا مند ہونا۔

② ولی کا ہونا یعنی لڑکی کے سرپرست کا رضا مند اور موجود ہونا۔ عام طور پر تو لڑکی کا والد ہی ولی ہوتا ہے، البتہ اگر وہ فوت ہو چکا ہو تو پھر جو بھی قریبی رشتے دار اس کا سرپرست ہوگا وہی ولی ہوگا۔

③ گواہوں کا ہونا یعنی دو افراد کا گواہوں کے طور پر موجود ہونا۔

④ حق مہر کا ہونا یعنی کوئی خاص رقم یا چیز جو لڑکی نے لڑکے سے لینی ہوتی ہے۔

اب کورٹ میرج میں باقی تمام شرائط تو پوری ہوتی ہیں، البتہ ولی والی شرط پوری نہیں ہوتی اور یہی چیز وجہ بنتی ہے کورٹ میرج کے باطل ہونے کی۔ ویسے تو اس شرط کو اس دلیل کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے کہ حکومت اور بادشاہ بھی ولی ہوتے ہیں اور یہ بات بھی دینی تعلیمات سے ثابت ہوتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اور بادشاہ ولی کی موجودگی میں بھی ولی قرار پا سکتے ہیں۔ فرض کیجیے کہ یہ بھی ثابت ہو جائے کہ ولی کی موجودگی میں بھی بادشاہ ولی بن سکتا ہے۔ تو پھر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ بادشاہ یا حکومت اسلامی قوانین کے اینٹی ہوں تو کیا پھر بھی وہ نکاح کے

لیے ولی قرار دیے جا سکتے ہیں؟ اس کی آپ خود تحقیق کر لیں۔ البتہ یہ قانون اس وقت ہمارے معاشرے میں بگاڑ پیدا کر رہا ہے اور اس قانون کا سب سے زیادہ نقصان بھی اسی لڑکی کو ہوتا ہے جو اس قانون کا استعمال کر کے کورٹ میرج کرتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے گھر والوں کی سپورٹ ہمیشہ کے لیے کھو دیتی ہے۔ اب لڑکا یا اس کے گھر والے اس کے ساتھ جو چاہئیں سلوک کریں وہ کچھ نہیں کر سکتی، کیونکہ وہ اپنی کشتیاں جلا چکی ہے اور اسی مجبوری کی وجہ سے وہ لڑکی بعض اوقات اچھی بہو اور بیوی بھی ثابت ہوتی ہے لیکن اگر بہت زیادہ تنگی میں مبتلا ہو جائے تو پھر برداشت یا خودکشی کے علاوہ اس کے پاس کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

یہاں میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مختصر طور پر وہ وجوہات بھی بیان کر دی جائیں جن کی وجہ سے لڑکیاں کورٹ میرج کرتی ہیں:

① دینی علم اور تعلیمات سے دوری۔

② کالج و یونیورسٹیوں کا غلط ماحول۔

③ اسلامی قوانین کا نفاذ نہ ہونا۔

④ میڈیا کے ذریعے معاشرے کو خراب کرنا۔

⑤ کنواری لڑکیوں کے پاس موبائل کا ہونا۔

⑥ جہیز کی لعنت میں گرفتار معاشرہ۔

⑦ بچوں کی شادیاں لیٹ کرنا۔

⑧ فرقہ واریت کی وجہ سے ولی والی حدیث کا مسلمانوں کو تعارف نہ ہونا۔

⑨ مغرب کی اندھی تقلید۔

⑩ مخلوط ماحول، کم عقلی، تقویٰ کا نہ ہونا اور جنسی خواہش کا غلبہ وغیرہ وغیرہ۔

عورت کا مستقبل اجتماعی لحاظ سے

ہر شخص دو طرح کی زندگی گزارتا ہے ایک انفرادی اور دوسری اجتماعی۔ انفرادی زندگی کے اثرات اجتماعی زندگی پر نہیں ہوتے۔ جب کہ اجتماعی زندگی کے اثرات انفرادی زندگی پر ضرور ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک میں زیادہ تر لوگ انفرادی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں اس لیے اپنے ملک کا نفع و نقصان نہیں سوچتے۔ جب کہ ہمارے ہمسائے ملک چائنہ کے لوگ زیادہ تر اجتماعی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ پہلے اپنے ملک کا نفع و نقصان کا سوچتے ہیں اور اسی وجہ سے چائنہ وہ واحد ملک ہے جہاں کیمونزیم نظام کامیاب رہا۔

انفرادی زندگی پر انسان کا اپنا اختیار ہوتا ہے جب کہ اجتماعی زندگی پر مختلف عوامل اثر انداز ہوتے ہیں جن میں خاص یہ ہیں۔ حکومت اور اس کے قوانین، نصاب تعلیم، میڈیا اور معاشرہ وغیرہ۔ ان میں سے سب سے خاص اور اہم حکومت ہے۔ کیونکہ اس کا کنٹرول ہوتا ہے میڈیا پر، نصابِ تعلیم پر اور قوانین پر بھی۔ اب ہماری حکومت زیرِ اثر ہے یورپ اور امریکہ کے۔ اس لیے ہم یہ جان سکتے ہیں کہ آنے والے چند سالوں میں ہمارا لباس، رہن سہن، معاشرہ اور قوانین وہی ہوں گے جو اس وقت یورپ کے ہیں اور اس بات کا ثبوت ہمارے ماضی میں بنائے گئے قوانین سے بھی ملتا ہے اور موجودہ حکومت کے کاموں سے بھی جن میں ٹرانس جینڈر جیسا گندا قانون بھی شامل ہے، حالانکہ جن لوگوں نے اس قانون کو پاس کیا چاہیے تو یہ تھا کہ وہ سب کے سب اپنے اوپر لاگو بھی کرتے۔

البتہ میرا یہ عنوان عورت کی اجتماعی زندگی اور اس کے مرد کے ساتھ ریلیشن کے متعلق ہے۔ اس حوالے میں قارئین کے سامنے موجودہ یورپ کا کچھ نقشہ پیش کرنا

چاہتا ہوں جس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ مستقبل قریب میں ہمارے ہاں بھی عورت اسی حال میں رہ رہی ہو گی۔

ایک وقت تھا کہ یورپ کا معاشرہ بھی کافی حد تک ہمارے معاشرے سے ملتا تھا، لیکن بعد میں حقوقِ نسواں کے نام پر ایسے قوانین مرتب کیے گئے کہ یورپ کا نقشہ بدلنا شروع ہو گیا عدالتیں عورت کی سپورٹ اور مرد کی مخالفت میں کھڑی ہو گئیں۔ امریکہ میں یہ قانون بن گیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے تو اسے اپنی آدھی پراپرٹی عورت کو دینی پڑے گی۔ چند مرد جب اس قانون کی وجہ سے غریب ہو گئے تو مردوں نے عورتوں سے شادی کرنا چھوڑ دیا اب عورتوں کو مردوں کی ضرورت تھی اس وجہ سے غیر شادی شدہ رہنے کا کلچر متعارف ہو گیا۔ اور اس وقت یورپ میں عورت کا یہ حال ہے کہ عورت کو مرد کے ساتھ رہنے کے لیے فیکٹری میں محنت مزدوری بھی کرنی پڑتی ہے، گھر کے تمام اخراجات میں آدھا حصہ دینا پڑتا ہے، گھر میں بھی اپنے حصے کا کام کرنا پڑتا ہے وغیرہ، البتہ وہاں کی عورت کو گھر کے مرد کی ڈانت نہیں سننی پڑتی لیکن جہاں مزدوری کرتی ہے وہاں ضرور سننا پڑتی ہے اور کئی مردوں اور کئی عورتوں کی ڈانٹ سننا پڑتی ہے۔

اب میں مختصر طور پر عورت کے متعلق یورپ کے دو واقعات بیان کروں گا، تاکہ وہاں کی عورت اور مرد کے باہمی تعلقات کا کچھ نقشہ ہمارے سامنے آ سکے، کیونکہ پندرہ سال بعد ہمارے ملک میں بھی عورتوں کی یہ پوزیشن ہو گی۔

میرے ایک دوست کا دوست یورپ میں رہتا تھا اس کی ایک ہی وقت میں دو گرل فرینڈز تھیں۔ ایک یورپ کی عیسائی لڑکی اور دوسری عرب کی مسلمان لڑکی۔ وہ اس وقت وہاں فارغ ہی رہتا تھا اور دونوں لڑکیاں اسے جیب خرچ دیتی تھیں ایک دن اس نے شراب پی رکھی تھی تو عرب لڑکی سے اس کی کسی بات پر توں تکرار ہو گئی اور اس نے غصے میں شراب کی بوتل عرب لڑکی کے سر پر دے ماری۔ وہ اس چوٹ سے

بے ہوش ہو گئی اور اس کے سر سے خون بہنے لگا۔ لڑکے نے اپنے ایک دوست کو فون کر کے بلایا اور اس سے کہا کہ اسے ہسپتال پہنچا دے اور خود پولیس کے ڈر سے بھاگ گیا۔ اگلے دن اس نے اپنے دوست سے معلومات لی تو اس نے بتایا کہ وہ لڑکی بہت مشکل بچی ہے پولیس نے اس سے پوچھا تھا کہ تمھارے ساتھ کیا ہوا تو اس نے تمھارا نام اور کام پولیس کو نہیں بتایا، بلکہ جھوٹ بولتے ہوئے یہ کہا کہ میں گر گئی تھی۔ اس وجہ سے پولیس چلی گئی۔

اب اس لڑکی نے اپنی زیادتی پر صرف اس لیے صبر کیا کہ شاید یہ لڑکا اس کی اس بات پر خوش ہو کر اسے ہمیشہ کے لیے اپنی بیوی بنا لے اور پھر یہی ہوا اور وہ لڑکا اس کے اس فعل سے بہت متاثر ہوا اور اس نے اسے ہمیشہ کے لیے اپنی بیوی بنا لیا۔ اس وقت ان کے پاس ایک یا دو بچیاں ہیں۔

اس موضوع کے متعلق دوسرا واقعہ یہ ہے کہ میرا ایک دوست جو تقریباً بیس سال یورپ میں گزار چکا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں وہاں جس فیکٹری میں کام کرتا تھا اس فیکٹری کا مالک کافی امیر تھا۔ وہ اور اس کی بیوی تقریباً دس سال سے اکٹھے رہ رہے تھے۔ البتہ دس سال بعد ایک دن اس نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا۔ یورپ میں تقریباً اسّی فیصد مرد وعورت تین سال سے زیادہ اکٹھے نہیں رہتے۔ اب ان کی علیحدگی لمبے عرصے کے بعد ہوئی تھی۔ اس لیے فیکٹری کے ایک ورکر نے اپنے مالک سے اس کی وجہ پوچھی۔ تو اس نے جواب دیا کہ وہ جہاں ملازمت کرتی تھی وہاں سے اس کی چھٹی کروا دی گئی تھی۔ اس وجہ سے اب وہ گھر کے اخراجات اور بجلی وگیس وغیرہ کے بلوں میں اپنا آدھا حصہ نہیں دے سکتی تھی۔ اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا۔

اب یہ تمام معاملات یورپ کی عورت کے ساتھ صرف اس لیے ہو رہے ہیں کہ وہاں کی عورت گھر اور دین سے آزاد ہونے کی وجہ سے مردوں کو آسانی سے دستیاب

ہو جاتی ہے۔ اس لیے وہاں عورت کی کوئی قدر نہ رہی۔ اب اگر وہ نظام یہاں آتا ہے تو ہمارا ملک یورپ کی نسبت بہت ہی غریب ہے۔ یہاں کی عورت کے لیے وہ نظام انتہائی تباہ کن ثابت ہوگا۔ اور اس بات پر صرف عورتوں کو ہی نہیں بلکہ مردوں کو بھی غور کرنا چاہیے، کیونکہ ان کی ماں، بہن اور بیٹی بھی ایک عورت ہی ہے اور مستقبل میں اس اجتماعی تبدیلی کے اثرات سب پر برابر ہی ہوں گے۔

اولاد کی تعلیم و تربیت کیسے کریں؟

اس وقت ہمارے معاشرے میں اولاد کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے دو طریقے رائج ہیں۔ ایک لاڈ پیار سے سمجھانا یعنی نرمی اور دوسرا مار پیٹ اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا یعنی سختی۔ بعض لوگ پہلے طریقے کے قائل ہیں۔ بعض دوسرے کے اور بعض لوگ دونوں طریقوں کے قائل ہیں۔ البتہ میں اس معاملے میں پانچ طریقوں کا قائل ہوں جو کہ درج ذیل ہیں:

① **نرمی:** جب بھی آپ کا بچہ کوئی غلطی کرے تو آپ اسے نرم لہجے کے ساتھ اچھی طرح سمجھائیں۔ اس کا استعمال چھوٹے اور روزہ مرہ کے معاملات میں ہوتا ہے۔ اگر بچہ مان لے تو ٹھیک اور اگر نہ مانے تو بھی کوئی بات نہیں۔ لیکن اگر معاملہ بڑا اور اہم ہو اور بچہ نہ مانے تو پھر دوسرے طریقوں کی طرف رخ کرنا پڑے گا۔

② **امریکہ بن کر:** جس طرح امریکہ ہمارے ملک کے سیاست دانوں کو کچھ سہولتیں یا ڈالر دے کر اپنے کام لیتا ہے اور اگر کوئی ملک اس کی بات ماننے سے پھر بھی انکار کرے تو وہ اس ملک پر کچھ پابندیاں لگا کر اسے بلیک لسٹ کرنے کی دھمکی دے دیتا ہے۔ اسی طرح کا معاملہ آپ اپنے بچوں کے ساتھ کریں۔ مثلاً: صبح جلدی اٹھنے کے دس روپے، نہانے کے دس روپے، نماز پڑھنے یا ''السلام علیکم''

کہنے کے دس روپے، فلاں کام کے دس روپے وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام روپے انھیں سکول جاتے وقت دیں۔ اس طرح کرنے سے ان کی تعلیم وتربیت بھی ہو جائے گی اور جیب خرچ بھی پورا ہو جائے گا۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جیب خرچ اوسط درجے کے لنچ کے برابر ہونا چاہیے۔ اس سے کم ظلم اور اس سے زیادہ فضول خرچی اور بیماری ہے۔ ایسا کرنے سے اگر بچہ آپ کی اطاعت نہ کرتا ہو تو پھر بچہ پر کچھ پابندیاں لگائیں اور اس کے لیے اس کے شوق اور جیب خرچ کا انتخاب کریں اور اگر پھر بھی بچہ آپ کی اطاعت نہ کرے تو پھر اس سے اگلے طریقے کا انتخاب کریں۔

۳ **عقلی غلبہ:** والد اگر ان پڑھ اور کم عقل بھی ہو تو اس کے پاس تجربے کی شکل میں کافی حد تک علم اور عقل ہوتی ہے جو کہ بچوں کے پاس پچیس سال کے بعد آتی ہے۔ اس تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے والد کو اپنے بچوں پر عقلی غلبہ حاصل کرنا چاہیے۔ اس کا طریقے کار یہ ہوگا کہ اپنی جیب کے مطابق جب بھی آپ اپنے بچے کی کسی ضد یا فرمایش کو پورا کریں تو پہلے اسے اس کی خرابیوں کے متعلق آگاہ کریں اور پھر اس کی ضد اور فرمائش کو پورا کریں۔ مثال کے طور پر بچہ اپنے والد سے کہتا ہے کہ مجھے فلاں باجا خرید کر دیں۔ اب والد کو چاہیے کہ پہلے اس کی خرابیاں بتائے اور پھر خرید کر بھی دے اور اس سلسلے کو اپنی جیب کے مطابق جاری رکھے۔ یہاں تک کہ جب بچہ بڑا ہو جائے اور وہ کسی چھوٹے کاروبار کے لیے رقم مانگے تو اس کاروبار کے نقصان بتلانے کے بعد اسے رقم دیں۔ اس طریقے کار سے اگرچہ آپ کی کچھ رقم تو ضائع ہو گی، لیکن ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ کی اولاد آپ کے مشورے کے بغیر نہیں چلے گی۔ جو والد کام کی صرف خرابیاں بتائے مگر اپنی کچھ رقم ضائع کر کے اپنی باتوں کو عقل اور

تجربے سے اپنی اولاد پر ثابت نہ کرے تو ایسے شخص کی اولاد اس شک میں مبتلا رہتی ہے کہ ہماری بات درست تھی یا درست ثابت ہوتی اگر فلاں کام کیا جاتا۔ البتہ جب والد محسوس کرے کہ اب اس کی اولاد ذمہ دار اور عقل مند ہوگئی ہے تو پھر انھیں خود فیصلے کرنے دے، لیکن نگرانی کرنا نہ چھوڑے۔

④ **سختی:** آج کل بہت سے لوگ بچوں پر سختی کے خلاف ہیں۔ جب کہ اس کی تعلیم دین اسلام سے بھی ملتی ہے اور مجرموں کو سزا دینے والے اُن قوانین سے بھی جنھیں عقل اور لوگوں کی اکثریت کی سپورٹ حاصل ہوتی ہے۔ سختی کا استعمال عام طور پر برائی کو روکنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ مثلاً: بچے کا بُری سوسائٹی میں بیٹھنا، چوری کرنا، سگریٹ پینا، دس سال کی عمر ہونے کے باوجود نماز نہ پڑھنا وغیرہ۔ میرے خیال کے مطابق بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے سختی بھی ایک اہم چیز ہے۔ سختی کی دو اقسام ہیں: ایک ڈانٹ ڈپٹ کرنا اور دوسرا پٹائی کرنا۔ ضرورت پڑنے پر زیادہ استعمال ڈانٹ ڈپٹ کا ہی ہونا چاہیے، لیکن ڈانٹ ڈپٹ اس وقت تک فائدہ مند ثابت نہیں ہوتی جب تک کہ کبھی کبھار بچوں کی پٹائی نہ کی جائے۔ پٹائی کی بھی دو اقسام ہیں: ایک وہ پٹائی جس میں غصہ شامل ہو جائے یہ پٹائی غلط ہے، ظلم ہے اور یہ زیادہ تر گناہ میں شامل ہو جاتی ہے۔ جب کہ دوسری پٹائی وہ ہے جس میں غصہ شامل نہ ہو۔ یہ جائز، مناسب اور ضروری ہے۔ پھر اگر یہ طریقہ بھی بے کار ہو جائے تو اگلا طریقہ ٹرائی کریں۔

⑤ **والدین کے فضائل:** یہ طریقہ بہت پُر اثر اور اہم ہے اور یہ صرف دین ہی سے ملتا ہے اور اس کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ جب بچہ میٹرک پاس کر لے تو اسے کسی اچھے دینی ادارے سے کم از کم دو سال کا کوئی دینی کورس کروایا جائے اس ادارے کا سربراہ کالج و یونیورسٹی پڑھا ہوا ہی ہونا چاہیے۔ عام طور پر لوگ دینی

شعور نہ رکھنے کی وجہ سے اپنی اولاد کو حفظِ قرآن کی کلاس میں بیٹھا دیتے ہیں۔ یہ کورس لمبا اور مشکل ہوتا ہے اور عجمی کو اس کورس سے رٹنے کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔ مزید یہ کہ حفظ کرنے کے چند سالوں بعد اکثر بچے قرآن بھول جاتے ہیں، کیونکہ وہ اپنی اگلی زندگی میں اس طرف توجہ نہیں دے سکتے۔ عجمی کے قرآن حفظ کرنے سے اس کے پاس نہ تو دین کا علم آتا ہے، نہ عمل اور نہ ہی تقویٰ۔ جب کہ والدین کے فضائل کا تعلق انہی چیزوں سے جڑا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ والدین کے فضائل والدین نے بیان نہیں کرنے ہوتے، بلکہ یہ کسی استاد وغیرہ نے بیان کرنے ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ اس کے لیے کچھ نہ کچھ گھر میں دینی ماحول بھی ہونا چاہیے۔ پھر یہ کہ آپ نماز کے بعد اپنی اولاد کے لیے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت دے۔

یہ تھے میرے خیال کے مطابق وہ پانچ طریقے جن کے ذریعے اولاد کی تربیت ہونی چاہیے۔ اور ان تمام طریقوں کا کچھ نہ کچھ حصہ اولاد کی تربیت میں ہونا چاہیے۔

غریب اپنی بیٹیوں کی شادی کیسے کرے؟

غریب، مزدور اور کسان ان تینوں کے ساتھ اس وقت ہمارے ملک میں بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ ان لوگوں کی حالات سے تنگ ہو کر خودکشی کرنے کی خبریں اکثر اخبار میں آتی رہتی ہیں۔ اس لیے میں نے سوچا کہ ان تک کچھ ایسی باتیں پہنچائی جائیں جس سے ان کے کچھ گھریلو معاملات میں کسی قدر بہتری آجائے۔ اس عنوان میں میں نے موضوع کے حساب سے دو موضوعات کو شامل کیا ہے۔ اس میں سے ایک موضوع تو یہ ہے کہ غریب آدمی اپنی بیٹیوں کی شادی کیسے کرے اور دوسرا موضوع یہ ہے کہ خرچ کم کر کے اچھا اور صحت بخش کھانا کیسے کھایا جائے۔

اب میں اپنے پہلے ٹاپک کی طرف آتا ہوں۔ فرض کیجیے کہ کسی غریب شخص کے پاس صرف چھ بیٹیاں ہی ہیں تو وہ ان کی شادی کیسے کرے جب کہ وہ طریقہ معاشرے اور دین سے بھی مطابقت رکھتا ہو۔

اس وقت ہمارے معاشرے میں بیٹی کی شادی کے خرچ کے اعتبار سے چار طریقے رائج ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

① اس وقت ہمارے معاشرے میں امیر لوگ اپنی بیٹی کی شادی پر دو کروڑ سے زائد خرچ کر رہے ہیں اور یہ وہ اس لیے کرتے ہیں کہ عام لوگ ان کے مال و دولت سے متاثر ہو کر ان کی تعریف کریں اور عزت کریں اور اس معاملے میں وہ کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ عام آدمی کے پاس نہ تو اعتماد ہوتا ہے، نہ علم، نہ عقل اور نہ ہی دین۔ حالانکہ یہ شادی بے کار اور فضول ہونے کے علاوہ دین اسلام میں فضول خرچی کی وجہ سے گناہ کا درجہ رکھتی ہے اور اگر بعد میں طلاق ہو جائے تو بڑے مالی نقصان کے علاوہ بہت بے عزتی اور مذاق کا باعث بھی بنتی ہے۔

② اس کے بعد وہ لوگ ہیں جو اپنی بیٹی کی شادی پر اس وقت پانچ لاکھ سے لے کر ایک کروڑ تک خرچ کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنا ناک رکھنے کے لیے اتنا خرچ کرنا اپنی مجبوری سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ کم عقلی کی وجہ سے پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے بھی تمام معاملات اوپر بیان کیے گئے لوگوں سے ملتے جلتے ہیں۔

③ ان کے بعد وہ غریب لوگ آتے ہیں جو اپنی بیٹی کی شادی میں پانچ لاکھ سے کم روپے خرچ کرتے ہیں۔ یہ لوگ جہیز لینے اور دینے کی لعنت میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے دنیا میں پریشانی اور تنگی کی زندگی گزارنا ان کا مقدر ہوتا ہے۔ ان کی ساری زندگی قرض کی ادائیگی میں گزر جاتی ہے اور وجہ ہے دین سے دوری۔

④ اس کے بعد سب سے غریب لوگ آتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی بیٹی کی شادی کرتے وقت لڑکے والوں سے پیسے لیتے ہیں ہمارے معاشرے میں یہ کام پہلے کم ہوتا تھا۔لیکن اب غربت کے بڑھ جانے کی وجہ سے یہ کام بڑھ گیا ہے۔شروع میں ان لوگوں کو قدرے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، لیکن اب نہیں۔ یہ لوگ بعض اوقات کچھ لیے دیے بغیر بھی شادی کر لیتے ہیں اور کبھی کچھ مخیّر حضرات یا کوئی این۔ جی اوز بھی ان کی مدد کر دیتی ہے۔بعض اوقات ان غریب گھروں کی لڑکیاں امیر گھروں میں بیاہی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس امیر گھر کے لڑکے میں کوئی چھوٹی موٹی خامی ہوتی ہے، مثلاً: لڑکے کا اپاہج ہونا، خلع یا طلاق یافتہ ہونا، دوسری شادی کا خواہش مند ہونا وغیرہ۔ میرے خیال کے مطابق اس غریب شخص کو جس کی چھے بیٹیاں ہوں ایسے ہی کسی امیر گھر میں شادی کرنی چاہیے، خاص طور پر بڑی بیٹی کی اس شادی میں تمام پارٹیاں فائدے میں رہتی ہیں نقصان کسی کا بھی نہیں ہوتا۔ اس میں نہ کوئی تنگی ہے اور نہ کوئی گناہ۔ البتہ اس کام کو کرتے وقت اس غریب شخص کو چند ضروری احتیاطیں کر لینی چاہیے تاکہ اس کے ساتھ دھوکا نہ ہو:

۱۔ شادی چھپ چھپا کے نہ کرے بلکہ اعلانیہ کرے۔

۲۔ گھر شریف ہولڑائی جھگڑے والا نہ ہو بہتر تو یہ ہے کہ دین دار ہو۔

۳۔ احتیاط کے طور پر حق مہر زیادہ لکھوائے۔

۴۔ بیٹی کی شادی سے پہلے خود استخارہ کرے، نیک اور عقل مند لوگوں سے مشورہ کرے۔

۵۔ شادی کے لیے برادری کی شرط ہرگز نہ لگائیں کیونکہ یہ نامناسب بھی ہے اور اس سے رشتہ تلاش کرنے میں بھی مشکلات آئیں گی۔

۶۔ بیٹی کے جوان ہونے سے تین چار سال پہلے ہی رشتے کی تلاش شروع کر دے،

کیونکہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوتی ہے اس لیے ان کا رشتہ بہت مشکل سے ملتا ہے۔

۷۔ رشتہ ہونے کے بعد زیادہ دیر نہ لگائے بلکہ تین ماہ کے اندر شادی کر دے۔

ان تمام معاملات پر نظر رکھیں یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ شادی پر دس کروڑ خرچ کریں یا دس ہزار اس کی تنقد و تعریف چار دن ہی ہوتی ہے۔ البتہ اگر مکیش انبانی کی طرح بیٹی کی شادی پر بہت زیادہ فضول خرچی کی گئی ہو تو اس شادی کا چرچہ اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک اس سے زیادہ فضول خرچی والی شادی نہ ہو جائے۔

اب میں اپنے دوسرے ٹاپک کی طرف آتا ہوں۔

غریب اور اس کا کھانا

غریب آدمی کی وجہ خودکشی بننے والی چیز صرف ایک ہے اور وہ ہے پریشانی۔ یہ پریشانی عام نہیں ہوتی بلکہ بڑے لیول کی ہوتی ہے اور اس لیول کی پریشانی عام طور پر چار وجوہات ہوتیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

① گھر کا سربراہ خود یا اس کا کوئی بچہ کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جس کے لیے آپریشن کا ہونا ضروری ہوتا ہے جب کہ اس کے پاس اس کے وسائل نہیں ہوتے اور وہ اس معاملے میں بے بس ہو کر خودکشی کی طرف چل پڑتا ہے۔

② وہ اور اس کے بچے کئی دنوں سے بھوکے ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ ذہنی پریشانی میں مبتلا ہو کر خودکشی کو چن لیتا ہے۔

③ اس کے اپنے گھر کی کوئی عورت لڑائی جھگڑے یا قانون کے ذریعے گھر کے سربراہ کو کسی بڑی پریشانی میں مبتلا کر دے جس سے وہ خودکشی کر لے۔

④ قانون اور عدلیہ کے ذریعے کوئی شخص کسی شخص سے اس کا وہ مال اس سے لے

لے جو اس کا حق ہو اور اس کے بغیر اس کا گزارہ نہ ہو سکتا ہو۔ اس وجہ سے وہ بڑی پریشانی میں مبتلا ہو کر خودکشی کر لیتا ہے۔

اب ایک بات تو یہ ہے کہ ان چاروں پریشانیوں کا تعلق کسی نہ کسی شکل میں حکومت اس کے نظام اور اس نظام کو چلانے والے لوگوں سے جڑا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ پریشانیوں کے اس لیول تک پہنچنے میں اس نے خود بھی ماضی میں کچھ غلطیاں کر رکھی ہوتی ہیں، مثلاً: غیر ذمہ داری سے زندگی گزارنا، مکان پر فضول خرچی کرنا، گھر کے اخراجات میں فضول خرچی کرنا وغیرہ۔ البتہ ان وجوہات کے باوجود غریب آدمی کو درج ذیل باتوں پر نظر رکھنی چاہیے اور انھیں عمل میں لانا چاہیے۔ وہ باتیں درج ذیل ہیں:

① اگر آپ محسوس کریں کہ مستقبل قریب میں آپ مالی طور پر تنگ ہو سکتے ہیں تو اپنے گھریلو اخراجات میں کمی لائیں۔ مثلاً: حلال چائنز کھانوں کا استعمال کریں، برگر اور پیکنگ فوڈ سے پرہیز کریں۔

② گھر کے فرد کے لیے ایک پاؤ دودھ ایک مکمل غذا ہے اس کے ہوتے ہوئے اگر آپ فروٹ کا استعمال نہ بھی کریں تو کوئی حرج نہیں اور اگر بچوں کا کبھی فروٹ کو دل کر بھی جائے تو اس دن دودھ نہ خریدیں، انہی پیسوں کا فروٹ خرید لیں اور اسی دودھ کو موسم کے حساب سے چائے، دہی اور لسی وغیرہ کی شکل میں استعمال کر سکتے ہیں اور اگر آپ دودھ نہ خرید سکیں تو اس کے بغیر بھی زندگی گزاری جا سکتی ہے۔

③ نقصان دہ کھانوں سے مکمل پرہیز کریں، مثلاً: بوتل، لیز، مٹھائی، چاول، چکناہٹ اور ہوٹل سے کھانا کھانا۔

④ گھر کے ایک دن کے خرچ کو مختلف طریقوں سے خرچ کریں جیسے کسی وقت کا کھانا مس کر کے انھی پیسوں کا اس دن فروٹ لے آئیں۔

⑤ بچوں کو سرکاری سکول میں پڑھائیں اور اگر یہ بھی ممکن نہ رہے تو انھیں بھی اپنے

ساتھ کام پر لگائیں اور اگر چائلڈ پروٹکشن والے تنگ کریں تو بچوں کو ان کے حوالے کریں وہ خود ان بچوں کی تعلیم اور خوراک کا انتظام کر لیں گے، البتہ بچوں سے ملاقات روزانہ کریں۔

⑥ خاندانی نظام اپنائیں، مکان سنگل سٹوری اور چھوٹا بنائیں، اس پر فضول خرچی نہ کریں۔

⑦ دین کو اپنی زندگی میں لائیں۔ اپنے کردار کو بہتر بنائیں تاکہ کوئی آپ کے کام آسکے۔

⑧ کھانا کھاتے وقت دینی معلومات اور نبی کریم ﷺ کے طریقے کو اختیار کریں اور نبی اکرم ﷺ کے مالی اور کھانا کھانے کے معاملات کا علم ضرور حاصل کریں، اس سے آپ کی زندگی میں بہت سی آسانیاں آجائیں گی۔

⑨ میڈیکل کے تمام معاملات کے لیے خیراتی یا سرکاری اداروں کا انتخاب کریں۔

⑩ اگر بھوک کی وجہ سے حالات خراب ہو جائیں تو ایسی حالت میں دین اسلام حرام کو اختیار کرنے کی بھی اجازت دے دیتا ہے، لیکن کسی بھی حالت میں خودکشی کی اجازت بالکل نہیں دیتا۔

ان تمام معاملات کو بیان کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ حالات کیسے ہی بُرے ہوں غریب آدمی کو خودکشی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ ایک کبیرہ گناہ ہے اور اس کی سزا قیامت تک بار بار موت کی اسی تکلیف سے گزرنا ہے جو خودکشی کرتے وقت ہوتی ہے، بلکہ چاہیے تو یہ ہے کہ آپ غربت کو اپنا ہتھیار بنائیں اور پہلے کسی اچھی مذہبی، فرقہ واریت سے پاک سیاسی جماعت سے منسلک ہوں اور اس کے بعد جماعت کے ساتھ مل کر ایسے نظام حکومت کے خلاف جدوجہد کرین جس کی وجہ سے آپ خودکشی والے حالات سے دوچار ہوئے۔ اس کام سے آپ کی دنیا بھی

بہتر ہو گی اور آخرت میں بھی اجر پائیں گے۔ نیز اس سے آپ کے دوسرے غریب بھائیوں کا بھی فائدہ ہو گا۔ سرکاری اداروں سے تکلیف پہنچنے کا یہی حل ہے۔

حرفِ آخر

عقل مند لوگوں سے بے وقوفوں والی غلطیاں کیوں ہوتی ہیں؟

اس کی کئی وجوہات ہیں۔ پہلی اور بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اکیلی عقل اچھی چیز ہے مگر نامکمل ہے جب تک اسے اس معاملے کا علم نہ ہو جس میں اس نے مداخلت کرنی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس عقل کے دس سے زائد دشمن ہیں اور ان میں سے اکثر اس سے زیادہ طاقت ور ہیں، مثلاً: غصہ، ضد، حد سے بڑھ جانے والا شوق، غلط موقف کی حمایت، لالچ، کنجوسی، فضول بولنا، شیطان، سستی و کاہلی، جلد بازی، جھوٹ، نفس کی ناجائز خواہش اور ایسی سوچ جو عورتوں کو مردوں کے برابر عقل مند سمجھے۔ لہٰذا جب بھی ان چیزوں میں سے کوئی چیز عقل پر غلبہ پا جائے تو اس عقل مند شخص سے بیوقوفوں والی غلطی ہو جاتی ہے۔

اس لیے ان چیزوں سے بچتے ہوئے علم اور مشورے سے عقل کو طاقت دینی چاہیے اور خلع و طلاق کے لینے دینے سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ اس کے بعد پھر عورت کو کسی مرد کے ساتھ ہی رہنا پڑے گا جو موجودہ مرد سے بُرا ثابت ہو سکتا ہے اور اسی طرح مرد کو طلاق دینے کے بعد پھر کسی عورت کے ساتھ ہی رہنا پڑے گا جو اس عورت کی مثل ہو گی۔

مرد کو چاہیے کہ صبر اور برداشت سے کام لے اور اپنی اسی بیوی کے ساتھ گزارہ کرے۔ عورت کئی معاملوں میں بچوں کی مثل ہوتی ہے جیسے جس چیز پر بھی وہ ایک بار کنٹرول حاصل کر لے اسے آسانی سے نہیں چھوڑتی۔ بچوں ہی کی طرح عورت کی

خواہشات کو بھی کوئی شخص پورا نہیں کر سکتا ہے، البتہ وہ خواہش اور شوق کہ جس کا خاوند کو نقصان ہوتا ہے وہ بیوی کا کثرت سے اپنے گھر آنا جانا ہے۔ بچوں کی طرح آپ اپنی بیوی کو جس عادت اور ماحول کا عادی کر لیں گے وہ اسی میں ہی رہے گی۔لیکن یہ کام تھوڑی کوشش کے ساتھ شروع میں ہی ہوسکتا ہے۔

باقی جہاں تک گھریلو لڑائی جھگڑا کا معاملہ ہے ان لڑائی جھگڑوں سے پریشان ہو کر تقریباً بیس فیصد نوجوان ایسے ہیں جو شادی کروانے سے ڈرتے ہیں اور اس وجہ سے ان کی شادی لیٹ ہوتی ہے۔ اب اگر یہ نوجوان شادی کروانا چھوڑ دیں تو یہ نہ صرف ماں اور بہن کی شکل میں عورت کے لیے ایک بڑا مسئلہ بن جائے گا، بلکہ اجتماعی طور پر کنواری عورتوں کو بھی شادی کرنے کے لیے مردوں کی بعض شرائط ماننا پڑیں گی، کیونکہ عورتوں کی تعداد ہمیشہ مردوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس طرح ٹوٹل نقصان صرف اور صرف عورت ہی کے حصے میں آئے گا۔

گھر میں زیادہ تر جھگڑا اور بے سکونی عورت کی وجہ سے ہوتی ہے اور مستقبل قریب میں اس کا نقصان بھی عورت ہی کو ہونے والا ہے اور اس بے سکونی کا خاتمہ دین کے ذریعے عدل و انصاف سے ہی ہوسکتا ہے۔اس عدل و انصاف کی پابندی گھر کے ہر فرد کو کرنی چاہیے۔ خاص طور پر گھر کے سربراہ اور اس کی بیوی کو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح طور پر دین پر عمل کرنے والا بنائے۔ ہم سب کو اپنے گھروں میں عدل و انصاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری اولادوں کو نیک بنائے اور ہمارے گھروں سے بے سکونی کو ختم فرمائے۔آمین

یہ کتاب برے مردوں اور بری عورتوں کو چھوڑ کر باقی
سب کے لیے یکساں مفید ہے۔ اور یہ تحفہ ثابت ہوگی
ماں کا بیٹے کے لیے اور بہن کا بھائی کے لیے۔